بعون صانع مکین و فضل خلاق زمین و آسمان
دریائے عشق
مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع معقول چھپا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کرتا ہون مین حمد و ثنا خدا کی
قدرت کی کچھہ اوس کے ہین عجیب رنگ
خلوت سے ہی انجمن مین آتا
ہر شے مین ہی ہین نور اوسکا
بلبل کو ہی جستجو اوسی کی
گہ لمعہ کلیم کو دکھایا
طوفان سے نوح کو بچایا
قہار بھی ہی رحیم بھی ہے
پروانہ و شمع بلبل و گل
ہمسے کبھی دور وہ نہین ہی
وصف اوسکا یہ سب پہ ہی ہویدا
ہی متفق اسمین قول سبکا
جو وہم و خیال سے ہی باہر
دانش کو بھی دخل ہو نہیں جہا
دانا ہے جہان یہان حیرت [illegible]

جیسے ہستی کی یہ بنا کی
انسان تو کیا ملک ہین حیران فلک
گل نیک ہی وہ چمن مین آتا
ہر ذرہ مین ہی ظہور اوسکا
قمری کو ہی آرزو اوسی کی
گہ جلوہ سے طور کو جلایا
یوسف کو بھی چاہ سے چھڑایا
جبار بھی ہی کریم بھی ہے
رہتے ہین اوسکی لو مین بالکل
شہ رگ سے زیادہ تر قریب ہے
ہر گز وہ نہین کسی سے پیدا
کہتے تھے تجھی ہمی ما عرفنا
پہچانے لیتے سمجھ ہی اسکو کیونکر
ہی ایسے جگہ [illegible] اولا
پہچان [illegible] قدر ایسی تاب ان
ہر سو [illegible] اپنا گر زبان ہو

حادث مین سبھی قدیم ہی وہ
گہ گل مین ہی گاہ خار مین ہے
ظاہر مین اگرچہ لامکان ہی
بیگانہ ہی وہ نہ وہ جدا ہی
حقا وہی عشق کے ہی لائق
امداد خلیل نار مین کی
یکتا ہے وہ ذات پاک لاریب
گہ غیر ہی گاہ یار ہی وہ
پنہان ہی وہی ہی ظاہر
مغرور ہی بے نیاز ہی وہ
اپنا ہی وہ آپ ہی شناسا
دنیا ہی سب ایکدن نابود
ہم عقل کہان سے اسقدر لائین
کیا جانین وہ ذات پاک ہی کیسا
ہم بندے ہین اور وہ خدا ہی
وصف اوسکا نہ کچھ بیان ہو

بے علم ہین سب علیم ہی وہ
گہ رنگ مین گہ شرار مین ہے
لیکن ہر ایک جا نمایان ہی
[illegible] آشنا ہی
معشوق کبھی کبھی ہی عاشق
یونس کو نجات حوت سے دی
بے شبہہ وہی ہی عالم الغیب
دشمن کا بھی دوستدار ہی وہ
اول ہی وہی وہی ہی آخر
رزاق ہی کارساز ہی وہ
اوسکا تو نہین کوئی شناسا
دائم وہ وہی رہیگا موجود
جو کنہ کی ذات پاک کی پائین
یہان بند ہی نطق انبیا کا
مالک ہی مرگ و زیست کا ہی

تاج الکلام نعت حضرت خیر الانام احمد مجتبی محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

یکتا ہے جہان میں ذات احمد
لازم ہے کرون صفات احمد

ہے عاشق کبریا محمد
ہے خاتم انبیا محمد

وہ افسر فرق مرسلان ہے
وہ قاسم دوزخ و جنان ہے

وہ ہے گل گلشن نبوت
وہ ہے در درج ختم رسالت

دنیا میں نہ تھا ظہور اوسکا
پر خلق تھا پہلے نور اوسکا

جب خلق کیا تھا اوسنے کونین
اک ناز تھا صورت آفرین کو

اللہ رے رتبہ پیمبر
ہے جملہ پیمبرون سے بہتر

وہ شافع عاصیان ہے بیشک
ہوگا نہ ہوا ہے ایسا اب تک

وہ رونق گلشن جہان ہے
زینت دہ ہفت آسمان ہے

بے مثل ہے بعد حق وہ برحق
نور اوسکا ہے نور حق سے مشتق

قول اوسکا ہے اک قبول حق ہے
بے شبہہ و شک رسول حق ہے

دنیا کا بھی دین کا بھی حامی
کونین مین ہے وہی گرامی

ہوتا اوسکا اگر نہ حیلہ
بخشش کا تھا کوئی وسیلہ

اوسنے ہمین دین حق بتایا
اللہ کو ہمنے اوس سے پایا

خود جسکی کرے کبریا مدح
انسان پھر اوسکی کیا کرے مدح

منقبت حضرت امیر المومنین امام المتقین غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام

جب وصف علی کرون مین آغاز
دکھلائی زبان خامہ اعجاز

سلطان دیار جان علی ہے
فوج دین کا نشان علی ہے

آئینہ حق نما علی ہے
شاہنشہ اوصیا علی ہے

وہ رہبر منزل یقین ہے
محبوب خدا کا جانشین ہے

وہ رونق دین مصطفے ہے
وہ عالم علم کبریا ہے

وہ ملزم بخشش و عطا ہے
بیشک وہ وصی مصطفے ہے

گمراہون کا وہی رہنما ہے
نام اوسکا ضعیفونکا عصا ہے

وہ عقدہ کشا ہے شیر حق ہے
ہمنام خدا ہے شیر حق ہے

ہے رونق مسند امامت
دیباچہ نسخہ کرامت

کہتے نہین ہم کہ وہ خدا ہے
پر حق سے علی نہین جدا ہے

کینے سے پاک اوسکا سینہ
اسرار خدا کا ہے خزینہ

ارشاد خدا ہے اوسکا ارشاد
کرتا ہے وہ بیکسونکی امداد

مشہور جہان ہے زور حیدر
اکدم مین اوکھاڑا باب خیبر

اللہ رے حسن جبہہ سائی
سجدے مین شہادت اوسنے پائی

رکھتا ہے یہ اوج روضہ پاک
خورشید ہے جسکا ذرۂ خاک

خم اس لیے ہے یہ چرخ اخضر
ہے طالب حکم بوسہ در

عالم جسے ماہ جانتا ہے
مہتابی قصر مرتضی ہے

معراج ہوئی تھی آپکو جب
تھا دست علی طعام مین تب

فرماتے تھے بار ہا پیمبر
ہے روح روان ہماری حیدر

مین جان ہون اسکی یہ ہے میری جان
مین اسپہ فدا یہ مجھپہ قربان

مجھسے نہین مرتضی جدا ہے
مثل رگ و پے بہم ملا ہے

جو عاشق مرتضی علی ہے
بے شبہہ و شک وہ جنتی ہے

جو اس سے پھرا ہوا وہ ناری
سمجھو اوسکو عدوی باری

جو بعد علی امام دین ہین
یعنی جو نبی کے جانشین ہین

سب ایک ہی نور سے ہین پیدا
قدر انکی جہان پہ ہے ہویدا

کیا مجھسے ثنائے پنجتن ہو
بس جان فدائے پنجتن ہو

سبب تالیف

اختر اب اوٹھا کلک فطرت
دکھلا دو روانی طبیعت

ہم بلبل گلشن سخن ہو
معنی کے چمن مین نغمہ زن ہو

عرصہ ہی قلیل زندگی کا — باقی رہے حوصلہ بندگی کا
بیٹھے سو عبث ملول و محزون — کچھ کھیلہ شکار مرغ مضمون

رنگینی فکر کچھ دکھاؤ — تالیف کا کچھ سبب سناؤ
اک روز تھے جمع کچھ پریزاد — بندہ غم و رنج سے تھے آزاد

کچھ شعر و سخن کا شغل تھا — دلمین بھی عجیب ولولہ تھا
تھا نشہ بادۂ جوانی — حاصل تھا سرور زندگانی

اوسوقت بلائین میری لیکر — کہنے لگی ایک ماہ پیکر
اچھے میرے پیارے جانعالم — قربان تمہارے جان عالم

ایک مثنوی ہمکو اور کہدو — دنیا مین نہین ہی جسکا شکوہ
اس طرز بیان پہ پیتے ہین ہم — اس پیاری زبان پہ جیتے ہین ہم

قبل اس سے جو مثنوی کہی ہی — وہ عشق سے سب بھری ہوئی ہی
افسانۂ عشق اوسکا ہی نام — آغاز بھی خوب اور انجام

پڑہ لینگے وہ قصہ بر زبان ہی — خوبان جہان کے حرز جان ہی
اسمین بھی ہو طرز عاشقانہ — مقبول کرے جسے زمانہ

کی مینے ہزار اوسے تکرار — کچھ بس گیا مگر نہ انکار
پھر آگئی جوش پر طبیعت — آمادہ ہوئی فکر بحر جودت

چھیڑی یہ داستان پر درد — پڑھکر جسے سنکو سب زن و مرد
چشم خامہ مین اشک بھر آئے — شعر بھی سنتے تو منہ ہو جائے

اکیسوین روز پایا اتمام — دریائے تعشق اسکا ہی نام
انصاف طلب ہون سامعین سے — رکھین نہ زبان آفرین سے

کیون معتقد ہو لوگ کیونکر — اس فن مین ہی کون میرا ہمسر
مین گوہر بحر شاعری ہون — ہین فخر کلیم و انوری ہون

مین آبروئے در سخن ہون — ہر شعر ہی میرا رشک افسون
اعجاز رقم ہے میرا خامہ — ہر نظم ہے ایک کارنامہ

سر مست می سخن سے ہین ہم — جامی کیا ہوگا ہمسے ہم جم
ہمثل ہین آج ہم سخنور — گر چاہین تو صورت سمندر

ہر مضمون سمائین پل مین — ملک سخن اپنی ہی عمل مین
پیرو اپنے ہین سب سخنور — کرتے ہین بیت اوب سخنور

شاگرد کسیکا مین نہین ہون — ہی میری ازل سے طبع موزون
پیشہ نہین میرا شاعری کچھ — دعوی نہین اسکا یان ابھی کچھ

اک طبع کا یہ بھی مشغلہ ہے — الفت کا جو دلمین ولولہ ہے
تفریح کے واسطے کبھی کچھ — موزون کر لیتے ہین ابھی کچھ

کیا یان ہی دماغ آج کل سے — معشوق مزاج ہون ازل سے
تقریر یہ سب تھی شاعرانہ — آگاہ ہوا اس اک زمانہ

یان عجز پسندی طبیعت — بھاتی نہین بندہ کو رعونت
کیا کیا کیجیے فلک کا شکوا — کچھ درد جگر بھی سنیے میرا

خورشید ہی جس فلک پہ اختر — جس باغ کا ہی گل معطر
تھا اسم مبارک اونکا ای آہ — شاہ امجد علی فلک جاہ

افسوس کہ اب وہ رشک فغفور — حضرت جنت مکان ہین مشہور
تعلیم کا اونکے ہی یہ سب فیض — ہوتا ہی کسی سے ایسا کب فیض

عاشق تھے میرے وہ شاہ والا — مین چاند تھا او تھے وہ ہالا
مجھکو بھی بدل تھی اونسے الفت — حد سے بھی سوا تھی کچھ محبت

کیا اونکی مفارقت ہی جانکاہ — کچھ دل ہی ہی اس الم سے آگاہ
لیکن یہ گلہ ہی آسمان سے — کیا جلد اوٹھالیا جہان سے

دم بھر نہین بھولتا وہ غم آہ — اس سن مین یہ داغ آہ فلک نے
اسد بہ ملال کر نہ اے دل — رنج بیفائدہ سے حاصل

دنیا کا یہی ہی کارخانہ — دکھلاتا ہی گردش زمانہ
ہین راحت و غم سلف سے توام — رکھ طبع کو اپنی شاد و خرم

لو جودت طبع اب دکھاؤ — مشتاق ہین داستان سناؤ
اے بلبل خامہ ہان چہک اب — تو بھی گل فکر سے مہک اب

اندر کہیں جو تھے والیان تھیں — سب یار زنگی دیکھی بھالیاں تھیں
وہ اسکی کمر نزاکت ہوش — وہ موتی کے جھالے زینت گوش

تاسے وہ دیکھنا زچا کا — تیغوں کا وہ اسکے سر پہ سایا
جوڑا اپنے پہنے ہوئے وہ بھاری — اک ماتھے پہ موتیوں کی پٹی

نکلا ہوا کس ادا سے گھونگھٹ — ارباب محل کا گرد اک غٹ
بغلوں میں دیے ہوئے وہ سب ہاتھ — اسپند بھی بہر چشم بد ساتھ

کس ناز سے صحن میں وہ آنا — وہ ضعف سے پاؤں تھرتھرانا
افشان جبین پہ جلوہ آرا — ٹیکا صبح جبین کا تارا

کاجل کی وہ آنکھوں میں گھلاوٹ — مستی کی لبون پہ تھرتھراہٹ
وہ ناک میں نتھ کی خوشنمائی — رونق زیور نے اوس نے پائی

وہ زرد ہوئی تھی گوری رنگت — حد سے تھی زیادہ وہ نقاہت
آغوش میں وہ بلند اختر — ہالے میں ہو جیسے ماہ انور

بشاش ہر ایک ماہ طلعت — اک شور مبارک و سلامت
شور نقارہ و دہل تھا — میر اسندوں کا جدا یہ عمل تھا

واری دلوا کے نچھاور — انعام میں لونگی جھولیا بھر
ہے آج ہمارے لینے کا دن — ہے آج حضور دینے کا دن

دروازے پہ شور شادیانہ — اندا ہوا سیر کو زمانہ
پائی ہمو نے جب فراغت — ازبسکہ تھی سستی و نقاہت

گھر میں بجی تھی جو سہری — کس ناز سے اوسپہ جا کے بیٹھی
خلعت کیے سب کو پھر عنایت — انعام دیا بقدر رغبت

مہمان سب اپنے گھر سدھارے
رخصت ہوئے طائفے بھی سارے

اصرار کردن غزالہ از مادر و پدر خود برای سیر و بیرون آمدن از تہ خانہ

ساقی کوئی پھول بھر دے جام — تا سیر چمن ہوئے گل اندام
بیٹھا رہوں گوشہ گیر کب تک — بیچم رہوں اسیر کب تک

دیکھوں کیفیت جہان کچھ — خط زیست کا پاؤں عمر ان کچھ
اس کنج الم سے جلد نکلوں — قید غم سے کہیں رہا ہوں

تنہائی کے رنج سہتے تا کے — اک گوشے میں بیٹھے ہیں یہ تاکے
اب لیں ہوائے بوستان ہے — گلگشت کا شوق ہے یہاں ہے

تہ خانے ہی میں غرض شب و روز — پلنے لگی وہ مہ دل افروز
منحوس ونونسے تھی جو وحشت — کرتے تھے کمال سب حفاظت

بند اوسکے کیے تھے سارے روزن — دیکھے نہ صبا بھی تا کہ دامن
جب خیر سے گذرا اوسپہ اک سال — بانٹا ماں باپ نے زر و مال

وہ مہ ہوئی پانچ سال کی جب — بسم اللہ دھوم سے ہوئی تب
رکھی گئی نوکر ایک آتو — تعلیم ہوتا کہ وہ سمن رو

خدمت میں جو اوسکی تھیں حسین — مہ پارہ تھی ایک ایک لعین
سن اوسکا ہوا جو ہشت سالہ — جو بن اوسنے غضب نکالا

نہ سالہ ہوئی جو وہ پری رو — پائی آفت کی چشم و ابرو
فرزند وزیر و دختر شاہ — باہم تھے برنگ زہرہ و ماہ

باہم کب تھے وہ قرۃ العین — اک برج میں تھا قران سعدین
اک روز کا اصطلاح ہے مذکور — ماں باپ سے اپنی لیلی وش کہی

رہنا نہیں یہاں ہمیں گوارا — گھبراتا ہے دل بہت ہمارا
تہ خانے میں ہوئیں زندہ گور — باقی نہیں ایک روزن نور

کب تک رہوں تنگ دل یہ رہنا — انسان ہوں میں یا کہ حیوان
سنتی ہوں کہ ہے زمیں کی صورت — ہے صبح بھی کوئی چیز حضرت

کہتے ہیں کہ آسمان بھی ہے — معلوم نہیں کہ ہے وہ کیا شے
کس چیز کا مہر و ماہ ہے نام — فرماتے آئے ہیں وہ کس کام

سنکر یہ کلام اوس قمر سے — الفت سے کچھ اوسکی کچھ خبر سے
ماں باپ لگے حساب کرنے — وہ گل لگی ٹھنڈی سانس بھرنے

بولی پھر لاڈ سے مچل کر
اب جلد نکالو مجھکو باہر
رہنے کی نہین یہان جانشا
دیکھونگی سحر کا مین تماشا
کیا قید مجھے کیا ہے تمنے
آفت مین پھنسا دیا ہے تمنے
کیسے ہین یہ آپ میرے شیدا
کاش اس سے تو ہوتی مین نہ پیدا
سمجھانے لگا وہ شاہ والا
ضد اتنی کرو نہ جان بابا
نکلوگی تم آج کل مین گھر سے
آگاہ نہین تم اس خبر سے
مان بولی گلے لگا کے واری
پیارا او داس ہو تمھاری
صدقے گئی رنج تم نہ کھاؤ
اپنے دلکو نہ تم کڑھاؤ
دو چار ہی دنمین اے گل تر
مین تمکو نکالتی ہون باہر
گلگشت چمن کا گر ہو ارمان
تو شوق سے جائیو میری جان
شہ نے اوسوقت باہر آکر
فرمایا وزیر دون کو بلاکر
دو حکم یہ کوتوال کو جلد
آراستہ چوک سارا ہو جلد
باہر نکلے گی شاہزادی
برپا ہو گی بزم شادی
دوکانین ہون شہر بھر کی رنگین
طیار ہون لوگ حسب آئین
آراستہ ہون تمام بازار
ہو پست و بلند راہ ہموار
ہر ایک مکان بھی وہ سجا جائے
قیصر قیصر کو جسپہ رشک آئے
طیار ہو جلد ایک نیا باغ
فردوس کی ہو جسپہ سو داغ
نام اوسکا غزالہ باغ دھرنا
آراستہ خوب اوسکو کرنا
پہونچا جسوقت حکم سرکار
حاضر ہوئے باغبان و معمار
ہونے لگی باغ نو کی تعمیر
جسطرح ہو بوستان تصویر
نو ماہ مین ہو گیا وہ طیار
رضوان کو بھی دیکھکر ہو [illegible]

حمام نمودن غزالہ و آراستہ شدہ در باغ نو تعمیر رفتن

ساقی ہی آتشین کا دے جام
تا گرم مین ہو کے جاؤن حمام
دل جہان دیا ہے خار غم نے
دیکھا نہیں کچھ جہان کا ہم نے
خوب آج چھکون ترے کرم سے
باہر نکلون گا قید غم سے
پیکر مین شراب ارغوانی
کچھ دیکھون بہار نوجوانی
سنتے ہین بہار پر ہی گلشن
ہی لالۂ و گل پہ زور جوبن
اک جام مئے طرب بھی ہونگا
ارباب نشاط کو سنونگا
اب لکھتا ہی مجھکو وصف شادی
حمام کرینگی شاہزادی
آیا جو مین دن وہ عشرت اندوز
تھی جسکی خوشی اوسے شب و روز
ہونے لگے جمع سارے مہمان
شادی کا ہوا درست سامان
طیار ہی وہ حاضری کی اک جا
مجلس کی بنا کہین تھی برپا
طیار ہی وہ رت جگے کی شب بھر
سحنک کی دھوم دن کو اندر
سیدانیونکا وہ کونڈے کھاتا
وہ لوگونکا ستنین پڑھانا
اک دیتی تھی دونے پر گھڑی نیاز
روزہ کوئی کھولتی تھی پساز
مان اوسکی بھی ستنین پڑھاتی
افراط خوشی سے کانپ جاتی
گر مانگتی اوس سے کوئی انعام
کہتی گھبرا کے وہ گل اندام
دم بے دم لے خدا ٹھہر جا
دوڑی دوڑی محل مین اچھا اچھا
ہنگامۂ اہل بزم اک سو
ہرسمت محل مین جمع جھرمٹ
چھلین اک سو وہ کم سنونکی
آمد وہ شباب کی دنون کی
نوبت کی تکوریں تھین وہ دلکش
کرتے تھے ملک بھی سنکے رقص
میراسنونکا شہانی گانا
آفت کا وہ ناچنا بتانا
نکھری ہوئی وہ ہر ایک تن مین
وہ جوڑے گلے مین سب کے رنگین
آراستہ یہان تھی بزم شادی
حمام کو گئی جو شاہزادی
کرنے لگی غسل وہ عمل آرام
نہلانے لگی ہر ایک گلفام
تھا ایک کے پاس طشت زرین
گیسو کرتی تھی کوئی خودبین
اک جوڑ لیے تھی تیل بیسن
کنگھی کرتی تھی کوئی پرفن
وہ پریونکا پاؤن ایکے دھونا
تلوؤن پہ ہیت اسکے [illegible]

عالم تھا چاہِ ذقن پہ مائل ۔ قید اوسمیں تھا لاکھوں کا دل
تھا چاہ ذقن پہ خال خوشتر ۔ رہتا تھا کنوئیں میں یا کبوتر
وہ کان تھی برگ گل سے خوشتر ۔ یا پہلو سے یہ ہیں وہ تھی اوتر
زلفیں بن گوش تھیں وہ پرضو ۔ شرمندہ ہو جس سے شمع کی لو
اس درجہ ملیح تھا زنخدان ۔ زیبا ہے اگر کہیں نمکدان
تھی صبح جبیں کی شام زلفیں ۔ ہر طائر دل کی دام زلفیں
وہ زلف سیہ تھی زینت دوش ۔ عشاق کے سوگ میں سیہ پوش
سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی گردن ۔ تھی نور میں مثل شمع روشن
کیا آن ادا خدا نے دی تھی ۔ چھپ تختی وہ اوسکی نور کی تھی
سینہ تھا برنگ لوح بلور ۔ چھاتی تھی ہر ایک قبۂ نور
وہ چھاتیونکی غضب تھی سختی ۔ اب سیب میں ایسی ہو کرتی
یا گوہر دلبری کی تھیں درج ۔ یا قلعہ حسن کے تھے دو برج
آئینہ کی طرح پیٹ تھا صاف ۔ گرداب محیط حسن تھی ناف
کیا پاتا کمر کو اوسکی جو یا ۔ آئینہ میں عکس ہو تھا گویا
تھی اوسکی کمر لطیف از فہم ۔ تھی تار نگاہ دیدۂ وہم
ساعد یوں آستین میں پرنور ۔ فانوس میں جیسے شمع کا نور
ہاتھوں میں حنائی وہ تزئین ۔ تھی پنجۂ مہر دست رنگین
ساعد تھیں وہ شاخ نخل طوبیٰ ۔ پرنور تھیں مثل دست بیضا
پرنور تھی اوسکی کیا کف پا ۔ تھی عارض حور یا کف پا
بوٹا سا وہ قد تھا اک قیامت ۔ یا نخل مراد تھی وہ قامت
انداز و ادا کرشمہ و ناز ۔ اوس میں غیرت حور کے تھے دمساز
پتلوں کی بناوٹ میں وہ آفت ۔ آنکھوں کی لگاوٹیں قیامت
بن ٹھن چکی جب وہ ماہ تابان ۔ اک قدرت حق ہوئی نمایان
مشاطہ نے اوسکی لیں بلائیں ۔ ماں باپ نے دیں بہت دعائیں
نکلی جو چمک کے وہ پری وش ۔ زہرہ کو فلک پہ آگیا غش
ننھی شرم سے ماہ نے چھپایا ۔ خورشید بھی سامنے نہ آیا
اور اوس وقت بھی اک خوشی تھی ۔ اک دھوم محل میں مچ رہی تھی
شہزادی کی ماں کی پاس آکر ۔ کہتی تھی یہ سبکے ہر گل تر
شادی ہو یہ آپکو مبارک ۔ کہتی تھی تمام ہو مبارک
مجمع وہ پری رخوں کا ہر سو ۔ وہ صحن محل میں سبکے حق ہو
کرنے لگے نقلیں سارے نقال ۔ بٹنے لگا سبکو سیم و زر و مال
تو لیونکی صدا سے تھی فلک تک ۔ پر زہرہ کا دیکھتا تو نیرنگ
سیماب میں فرق پڑ گیا تھا ۔ بنکر نقشہ بگڑ گیا تھا
ٹلتا ہیں بخت بد کا لکھا ۔ اک روز وہ سامنے ہے آتا
القصہ کہ باغ تر میں وہ گل ۔ داخل ہوئی بہ صد تجمل
وہ باغ تھا رشک باغ شداد ۔ خوشتر قد حور سے تھی شمشاد
ایسا تھا وہ گلشن نگارین ۔ رضوان جس باغ کا تھا گلچین
وہ قمقمۂ نور چکور ہر سو ۔ وہ سرو پہ قمریوں کی کو کو
طاؤس کی سیر اوف تھی دل افشان ۔ وہ نغمۂ طائر خوش الحان
وہ ابر سیہ کا گھر کے آنا ۔ بجلی کا وہ اوس میں کوندجانا
کرتی تھیں وہ شور آبشاریں ۔ بگلوں کی وہ ابر میں قطاریں
وہ نالۂ رعد عاشقانہ ۔ مرغان چمن کا وہ ترانہ
وہ نہر چمن کی آب داری ۔ شاداب وہ ایک اک کیاری
وہ بلبل باغ کا چہکنا ۔ ہر گل کا چمن میں وہ مہکنا
شمشاد کسی طرف لب جو ۔ غیرت افزائے قد دلجو
وہ عطر فروش نکہت گل ۔ وہ طرۂ حور زلف سنبل
ترشی ہوئیں شیشیاں حنا کی ۔ شوخی روش پہ وہ صبا کی
لالہ جو کھلا تھا اب سوسن ۔ طرفہ وہ دکھا رہا تھا جوبن
تھا سرخی لالہ سے یہ روشن ۔ گویا پھولی ہے شام سوسن
سرخی روش پہ وہ کٹی تھی ۔ گویا جدول کھچی ہوئی تھی

خونناب جگر بھی رنگ لایا
خشکی نے لئے لبون کے بوسے
ہوتی ہے جو دل کو دل سے اک یاد
ان باپنے میرے سچ کہا تھا
یہ شخص کہان کہان مین اے دل
جوبن پہ سدا تھی اپنے مغرور
فرہاد پہ نام دھرتی تھی مین
مجھپہ بھی پڑیگی یہ مصیبت
کیا تونے کیا سلوک یہ آہ
اب کس سے کہونگی درد دل آہ
کیونکر مری آنکھ چار ہوگی
پوچھین جو مرض تو کیا بتاؤن
یہ بھی تو مجھے خبر نہین آہ
کس شہر کا شہریار ہے یہ
سر دیر سے پھر رہا ہے میرا
سب لوگ بھی پاس سے اب سرکائین
سنتے ہی یہ لوگ ہٹ گئے سب
فریاد و فغان وہ کرتی تھی گاہ
سر دھنتی تھی گاہ او دا سی کر
سنبل زلفونکی بو سونگھا کے
قمری تو ہی ڈھونڈھ کر کے کوکو
کس سمت کدھر گیا مرا گل
کرتی تھی جو وہ فغان و شیون
ہر نخل بنا تھا نخل ماتم
کس کرب مین تھی وہ غیرت ماہ

آنکھونکی طرح سے دل بھر آیا
زردی ہوئی رنگ رخ پہ صدمے
معلوم تھی دونون کو یہ چاہ
قسمت مین یہ غم لکھا ہوا تھا
ہے نام و نشان پہ ہوئین مائل
زینت تھی ہمیشہ اپنی قسمت
مجنون پہ بھی طعن کرتی تھی
آئی ہے یہ ایک روز آفت
اب ہم نرہے کہین کے واللہ
کسطرح چھپاؤنگی مین یہ چاہ
چھپتی نہین درد و غم کے روگی
اس راز کو کسطرح چھپاؤن
کس شخص کی قید مین ہے یہ ماہ
کس ملک کا تاجدار ہے یہ
جی سست ہوئے ڈرا ہے میرا
دم بھر نہ یہ اور میرے پاس آئین
تنہا رہی وہ شکستہ دل جب
پیہم دم سرد بھرتی تھی گاہ
کہتی تھی کبھی ہراس ہو کر
شمشاد وہ قد تو ہی دیکھاوے
پر تو ہی دکھاوے ای لب جو
صورت دکھلا کے دے گیا جل
بیرنگ ہوا تھا سارا گلشن
ہر سرو پہ آہ کا تھا عالم
اک کنکری اوسنے پائی ناگاہ

کی درد جگر نے شہریاری
آشفتہ سری نے پاؤن پھیلائے
ضبط اوسنے کیا مگر بدقت
معلوم نہین یہ ماہ تابان
صورت سے کسی کی تو تھی آگاہ
سنتی تھی نہ ذکر عشق کا مین
آگاہ [illegible] اپنی تھی [illegible] شاکر
کیون عشق یہ کیا دکھایا نیرنگ
قابو مین نہین رہا مرا دل
ہر وقت جلیسین طعنہ دینگی
اس غم مین سدا گھٹا کرونگی
کسطرح کٹیگی ہجر کی رات
آیا بھی تو کس پہ دل یہ آیا
کہنے لگی پاس انسے وہ حور
تشریف حضور یانسے لیجائین
کچھ دل مین گمان بد نہ لانا
روئی آنکھ کھول کر خوب
اوس تخت کا تھا خیال اوسکو
بلبل تو چہک اگر خبر ہے
او باد صبا ذرا ترس کھا
غنچے تو چٹک کے بول اللہ
او خار نہ تو رو کا دامن
کیا کہیے کہ رنگ باغ کیا تھا
ہر برگ درخت ملتا تھا ہاتھ
کیا دیکھتی ہے وہ ماہ پیکر

کرنے لگی رو کے نالہ و زاری
دو ضعف کو زور دینے پائے
کہنے لگی دل سے پھر بحیرت
انسان ہے یا کوئی پری یان
واقف بھی تھی نہ کہ کیا ہے عشق آہ
ہنستی تھی جلیسون پر سدا مین
اس حال سے بدتر ہوا مین آہ
ظالم تیرے بھی ہین عجیب ڈھنگ
کس [illegible] گیا دل
آوازے سدا کیا کرینگی
مان باپ سے حیلے کیا کرینگی
کیونکر اب ہوگی [illegible]
خود جسکو ستم ظلم پایا
اب جو مین [illegible]
اچھی ہو مین کچھ نہ آپ گھبرائین
ہے فضل خدا نہ رنج کھانا
ٹکرایا ہے اک شجر سے سر خوب
غم ہجر کا تھا کمال اوسکو
گل تو ہی چہک بتا کدھر ہے
وہ تخت ادھر اوڑا کے لا آ
سوسن تو زبان کھول للہ
تونے بھی نہ اوسکو لوٹا سوسن
کچھ اور ہی گل کھلا ہوا تھا
نالان بلبل بھی اوسکے تھی ساتھ
نقرہ یہ لکھا ہوا ہے اوپر

تم دخل نہ دو خدا کو مانو
قسمت سے نہین بشر کو چارا
وان رنگتی تھی جوڑا زعفرانی
وہان بینیان ہو رہی تھین طیار
وان عطر کی شیشیان تھین طیار
یہان دردوسی ماہرو کا تھا نام
مطلب نہین بندیکو کسی سے
میرے لیے تو اوٹھائے آفت
کہہ کہہ کے یہ روتی تھی وہ دن رات
کہنے لگی ہائے یار جانی
سانچق کی سنی جو آمد آمد
رخسار تھا جو نسے کیے لال
غم سے ہوا حال دل دگرگون
جسوقت اوسے دلھن بنایا
لیکن تھی وہ حور دور اندیش
تھوڑی سی رہی تھی رات باقی
طیاری تھی باغ مین جو ساری
محفل مین ہوا وہ جلوہ آرا
طیاری وہ روشنی کی ہر جا
زردی رخ شمع پر وہ چھانا
وہ طائفون کا ہجوم کرنا
روشن چوکی کا پھر وہ بجنا
دنیا کی وہ ریت رسم ہونا
سمجھاتے تھے لوگ اوسکو واہی
اے میرے خدا مری مدد کر

تم کیا مرے دل کا حال جانو
نا چار وہ شادی کی گوارا
یان غصے سے رنگ ارغوانی
یاد آتے تھے یان لب شکر بار
یان ساغر چشم تھی گہر بار
کہتی تھی یہ رو کے اے گل اندام
الفت ہے یہ دل مجھے تجھی سے
اور غیر سے مین ہوان محو حسرت
کٹتی تھی اسی الم مین اوقات
برباد ہوئی مری جوانی
صدمہ ہوا اوسکے دل پہ بیحد
کمھلا گئے غم سے گلشن گال
دل شل تھا ہوا پر از حزن
دلہن پہ خیال اوسکے آیا
کہنے لگی دل سے ایدل [illegible]
جو دھوم مچی برات آئی
بیٹھی وہین جا کے سب براتی
گرد اوسکے ہر ایک ماہ پارا
آراستہ باغ بھی وہ سارا
تاروں کا فلک پہ جھلملانا
بہر انعام دھوم کرنا
وہ صبح کی توپ کا گرجنا
شہزادی کا چپکے چپکے رونا
موقوف کرو یہ آہ و زاری
اسوقت دعا مری نہ رد کر

یان خنجر غم سے دل تھا افگار
ماتھے کا جو وان قریب آیا
وان تیسا تھا سینہ کا کندنا
ہوتا تھا اودھر قطع جوڑا
دولہا کا جو کوئی نام لیتا
میرا تو بچی پہ دان ہر فریاد
[illegible]
میرے لیے [illegible] تو
ماتھا اور [illegible] چھپایا
جوڑا ہے یہ آخرت کا پہننا
جس روز کہ مہندی کی شب آئی
مہندی بھی عرض وہ محو الفت
آئی جسدن برات کی رات
[illegible]
[illegible]
ہنگامہ تھا جا بجا سو گل مین
نوشاہ دلہن کے در پہ آیا
[illegible] جلو ناچ گانا
مشرق سے عیان سحر کا ہونا
قاضی کا دم سحر وہ آنا
وہ بیچ وہین ملکی سب کا گانا
نوشاہ کا وہ محل مین جانا
وہ ڈومنیون کا لوٹنے گانا
اوسوقت دولھن نے ہو کے مضطر
دامن مرا یہ نہ چھونے پائے

سمجھاتے تھے وان اگر کیا غمخوار
رنگ اوڑ گیا پیچ و تاب کھایا
ہاتھ کر دیان کی تھی یہان تمنا
یان رخت کفن کی تھی تمنا
ہر دم اوسے تازہ داغ دیتا
ملنے کا ترے ہی ہے اب ارمان
قربان کرو مین تجھپہ اوسکو
ہو اور سے میرا گرم پہلو
ایک جان پہ اوسکی قہر ڈھایا
مشکل ہے اب اپنا زندہ رہنا
وہ لالہ عذار رنگ لائی
ملنے لگی اپنے دست حسرت
تڑپی وہ بہ مبتلائے آفات
ہوا نام یہ ماہرو کے قربان
زندہ ہین تو ایکدن ملینگے
آپہونچی برات ایک پل مین
[illegible] وان [illegible] جگہ پایا
کس نور کا وقت تھا سہانا
بے نور رخ قمر کا ہونا
دولہا کا نکاح وہ پڑھانا
انعام کے وقت راگ لانا
لاکر وہ دولھن کا پھر بٹھانا
مصحف اور آرسی دکھانا
اللہ سے کی دعا یہ رو کر
صحبت پہ مری نہ حرف آئے

دولھا کی تو اوسنے تسکین کر لی
شہزادی کو دی پر اوسنے تسکین

پوچھا اوسنے کہ اے دل آرام
کیون روتی ہے تو ترا ہے کیا نام

یہ دن ترے یہ شب غریبی
بیطاقتی اور یہ شکل تیری

تو کونسے دکھ مین ہے گرفتار
جو ابر کی طرح ہے گہربار

کیا تجھپہ فلک نے دکھ ہے ڈالا
کس واسطے کرتی ہے تو نالا

کیون بھرتی ہے ٹھنڈی سانس ہر دم
کس بات کا دل پہ ہے ترے غم

کیون زرد ہین گل سے تیرے رخسار
کس بات کا دکھ ہے تیرے غمخوار

آزردہ ہے بیاہ ہونے سے تو
کیون بہتے ہین تیرے ہر دم آنسو

یا ماں سے تو اپنے کچھ خفا ہے
کیون ماں سے اپنی پھیرا ہے

تقصیر بتا تو مین سزا دون
احوال یہ تیرا ہے جگر خون

کرتی تھی بیان یہ وہ نالان
تھا سبز قبا بھی سخت حیران

کچھ مجھسے بیان حال دل کر
للہ مجھے نہ اب خجل کر

ڈرتی تھی نہ حال کہتی تھی کچھ
دل کا نہ ملال کہتی تھی کچھ

ایسا تو خشمگین یہ ہو جاسے
دشمن نہ مرا کہین یہ ہو جائے

بولی ڈر کر وہ شوخ زیبا
کہہ دونگی کبھی مین حال اپنا

ہے خوف زدہ یہ غیرت گل
اس واسطے ہے اسے تامل

دہشت ہے تجھے عبث سمائی
تو میری بہن مین تیرا بھائی

جب اوسنے یہی کہا تو وہ حور
دلمین بہت اپنی ہو کے مسرور

دو چار گھڑی کے بعد اوسنے
لب صورت غنچہ اپنے کھولے

کہنے لگی اے شفیق و غمخوار
گر مجھسے ملاؤگے مرا یار

چپ ہو گیا شاہ جن یہ سنکر
رونے لگا خود بھی سر کو دھن کر

اب اوسکا پتا لگاؤنگا مین
کل پھر تلاش جاؤنگا مین

کہتا تھا کہ کیا کرون مین اللہ
کیونکر مین ملاؤن اس سے وہ ماہ

رہنے کو دیا اک اوسکو گلزار
رہنے لگی وان وہ ماہ رخسار

کہنے لگی ایکدن وہ ناشاد
شہزادے پہ کی ہے کیونکہ بیداد

دونون کو وہ اپنے گھر مین لایا
حال ملکہ رو دی جو پایا

حق نے تجھے حسن وہ دیا ہے
جس سے خورشید چھپ رہا ہے

انسان ہے لیکے تا اجنا
اس روز کی کہتے ہین بہنا

بخشا ہے تجھے حق نے ایسا شوہر
جو حسن مین چاند سے ہے بہتر

کیون صورت آئینہ ہے حیران
کیون زلف کی طرح ہے پریشان

کیون نرگس چشم ہے تیری تر
ہین کس لیے لخت دل قطرہ پر

کچھ دولھا نے دی ہے تجکو ایذا
مین بھی تو سنون یہ حال کیسا

ماں باپ تجھے نہ چاہتے تھے
بے تیری رضا کہ بیاہتے تھے

دولھا کو بھی باندھ لایا ہوتین
جو تیری رضا ہو وہ کرون مین

رونے لگی سن کے یہ غزالہ
جاتا تھا فلک پہ اوسکا نالہ

پھر بولا کہ ہم سے ڈر نہ للہ
ہر حال مین تیری ہون مین ہمراہ

کچھ منہ سے تو وہ نہ بولتی تھی
تھا آتش ہجر وصل یار کی تھی

تشویش تھی اوسکو پڑ رہی یہ
ڈرتی تھی وہ دلمین ہر گھڑی یہ

تو بات بنی ہوئی بگڑ جائے
ایسا نہ ہو گھر مرا اوجڑ جائے

تب سبز قبا یہ دل مین سمجھا
کہتی نہین یہ جو حال اپنا

بولا کہ نکر تو کچھ خیال ڈر
ہم لوگونکے ہوتے یہ نہین طور

لے اب تو بتا دے کیون ہے غمگین
اس غم سے مین دونگا تجھکو تسکین

بولی رو کر برنگ دریا
اے بھائی کہونگی حال اپنا

احوال کیا سب اپنا ظاہر
درد جگری سے کر کے ماہر

گویا کہ بچاؤگے مری جان
جیتے جی نہ بھولونگی یہ احسان

بولا وہ برادر وفادار
کچھ رنج نکر تو اے دل افگار

کہتے تو کہا مگر تھا حیران
اس فکر مین تھا بہت پریشان

معلوم مجھے پتا نہین کچھ
صورت سے بھی آشنا نہین کچھ

خاطر سے غزالہ کی وہ دلسوز
کرتا تھا تلاش اوسکو ہر روز

بیجرم ہوا ہے یہ گرفتار
اسکا نہین کچھ قصور زنہار

سب اپنے نصیب کی ہے خوبی / کچھ اسمین نہین خطا کسی کی
گروا دو اسے قید سے تم آزاد / ایذا مین بہت ہوا ہے ناشاد
پہونچا دو اسے تم اسکے اب گھر / سب اسکے عزیز ہونگے مضطر
لکھوا لو تم اس سے اب مچلکا / اس راز کو تا کرے نہ افشا
رہتا تھا یہان وہ شاہ نیک / کہتی ہے مچلکا لکھدیا ایک
پہونچا دیا اوسکے گھر پھر اوسکو / داخل ہوا گھر مین جب وہ خوشخو
اک عید ہوئی تمام گھر کو / شادی ہوئی مادر و پدر کو
کی فرط خوشی سے ہوگئے سب / گرد اوسکے کیا ہجوم سب نے
جب پوچھتے تھے سب اوس سے احوال / کہتا تھا نہ خوف سے وہ کچھ حال
اول تو وہ گل خموش رہتا / کہتا بھی جو کچھ تو یہ وہ کہتا
واقف نہین مین یہ حال کیا تھا / مجھکو نہین ہوش اک ذرا تھا
خوشیان تو یہان تھین یہ اچھلین / پہونچی جو خبر دولھن کے گھر مین
مان باپ کو اوسکے غم ہوا اور / حال اپنا ردی کیا پھر اوسنے
حالت تھی تباہ اوسکی وہ سدم / اسطرح تڑپتی تھی وہ پرغم
تھا اسکو یقین گذر گئی یہ / اکی بے موت مر گئی یہ
باقی تھے جو زندگی کے کچھ دن / رو رو کے وہ کاٹتی تھی لیکن
رہتی تھی سدا کمال غمگین / شاہ دوران نے بہر تسکین
بلوا کے نجومیون کو ایک روز / فرمایا یہ بھر کے آہ دلسوز
اس بات کی ہے نہین تمہین تاب / دختر مری ہوگئی ہے غائب
مشتاق اوسکی مفارقت ہے مجھکو / حال اوسکا نجوم مین تو دیکھو
پھر تجھسے ملیگی وہ خوش اطوار / پھر اوسکا نصیب ہوگا دیدار
سنتے ہی یہ حکم شاہ والا / حال اوسکا نجوم مین جو دیکھا
کہنے لگے یہ وہ ساکن دیر / سب طرح سے جانکی تو ہے خیر
لیکن ناجنس سے ہے صحبت / کرتا ہے وہ بجا یہ اوسنے الفت
الفت کا لگا ہے دل پہ اک تیر / معشوق کی ہجر مین ہے دلگیر
جنس دیو کے پاس وہ پری ہے / تسکین بہت اوسکو اونسے دی ہے
اک دن وہ ملیگی تمسے آکر / رخصت ہوئی حال وہ بتاکر
کچھ کچھ تو ہوئی اوسے تشفی / زوجہ کو بھی جاکے دی تسلی
پر جانتی تھی کوئی طبیعت / فرزند کی آگ ہے قیامت
دن رات تھی گفتگو اوسی کی / دم بھر بھی نہ یاد بھولتی تھی
دی تھی جو نجومیون نے تسکین / امید پہ جیتی تھی وہ غمگین

جوگی شدن وزیرزادہ در تلاش غزالہ و گردیدن صحرا بصحرا و یافتن ملک ماہ رو

ساقی وہ پلا شراب مجھکو / پروا جو نہ عار و ننگ کی ہو
دل شہر سے ہے ہمارا تنگ اب / سیر صحرا کی ہے ترنگ اب
اک یوسف گم شدہ کو ڈھونڈھون / سرگرم قدم ہون جستجو مین
مے اور نہین مین مانگتا ہون / دے بادۂ بیخودی مجنون
کچھ خواہش مے یہان نہین ہے / مجھ رند کو نشہ ہر زمان ہے
ہے خون دل اب شراب ساقی / اور لخت جگر کباب ساقی
اے توسن خامہ اب ہو چالاک / صید مضمون ہو زیب فتراک
کاغذ کا وسیع تر ہے میدان / ہے برق صفت تو گرم جولان
دے اب مجھے داغ عشق یارب / پھولے پھلے باغ عشق یارب
سینے مین جگر جلے شب و روز / کرتا ہون نالہاے دلسوز
ہرگز نہ مین لالہ زار دیکھون / داغون کی سدا بہار دیکھون
قیس و فرہاد سان ہمیشہ / یہ سر ہے نذر سنگ تیشہ
آنکھین رہین خونفشان ہماری / پلکین فوارہ سان ہون جاری
ہمدم جو تھا وزیرزادہ / گھبراتا تھا سب سے وہ زیادہ
سمجھاتا تھا شاہ اوسکو ہر آن / کہتا تھا مین ہونگا اوس پہ قربان
رخصت کرو مجھکو جاؤنگا مین / شہزادی کو ڈھونڈھ لاؤنگا مین

شہزادی مری گئی ہے جیسا
اکدن چھپ کر وزیرزادہ
سنتے ہی خبر یہ وہ ہنر مند
کی شاہ سے اوسنے عرض جا کر
پر مرضی حق سے تھا نہ چارا
جب سے وہ ہوا تھا دشت پیما
دیکھو نہ [illegible] جستجو کچھ
وہ دشت کہ جسکا تھا نہ پایان
وہ دن کی تو دھوپ اسکی اوس
مونس غم و رنج درد و ہمدرد
کوسون تلک وہ چٹیل ایک میدان
دھرتی تھی ہوا قدم جو وہان پہ
پڑتا تھا جو کوئی ذرہ اوڑکر
اور گیروی زیب جسم پوشاک
پھرتا تھا وہ ڈھونڈھتا ہوا وان
دیکھا تو تباہ ملک ہے سب
وہ گانون کا ہے عجیب نقشا
جس سمت ہے بارگاہ شاہی
تخت ہے جہان جہان عمارت
سنسان سا شہر مین پڑا ہے
گلشن مین ہے رنگ وحشت پر خار
شل گل لالہ پھول ہین داغی
رہتے تھے جہان یہ مرغ بستان
پھولونکی جہان لگی تھی انبار
ہلا ایک یہ کس لیے حزین ہے

امید بھی وہین جاؤن ہو تنہا
صحرا کو نکل گیا پیادہ
دل تھام کے بولا کہ فرزند
گم ہو گیا وہ بھی نیک اختر
دل پر کیا یہ بھی غم گوارا
رستہ جو کوئی ہو ڈھونڈتا تھا
[illegible] ویرانہ
جادہ بھی کہین نہ تھا نمایان
وہ [illegible] تو خاک تھا [illegible]
دمساز تھی نالہ و دم سرد
انسان وہان نہ کوئی حیوان
ہر ذرہ تھا آفتاب محشر
چھالا پڑ جاتا تھا بدن پر
وہ دامن و جیب شکل گل چاک
بستی نظر آئی ایک ناگاہ
حیران ہوا وہ نیک کوکب
دیکھے سے ہو جسکے دلکو سودا
اوسپر بھی عجیب ہے اک تباہی
بالکل وہ پڑی ہے بے مرمت
جیسے کوئی لوٹ لے گیا ہے
ہر قطع ہین بدنما ہین [illegible]
گلچین ہے ہر اک چمن سے باغی
زاغونکی ہین آشیان [illegible]
وان کوڑے کے ڈھیر ہین [illegible]
یان وارث شہر کیا نہین ہے

بہلاتا تھا شاہ اوسکے دل کو
لوگون نے خبر وزیر کو دی
کیا کیا کہ پا وہ غم کا مارا
صدمہ ہوا شکلے اوسکو افزون
رنج اونکا نہ اب زیادہ لکھیے
جنگل جنگل غرض وہ ذیشان
یہ دشت ہوا و پیادہ پائی
یہ صورت وادئ قیامت
[illegible] وہ مغموم
گرد صحرا بدن کا ملبوس
جنگل کی وہ ریت گرم ہے سو
گرمی مین ہر ایک لو کا جھونکا
اوس بادیہ گرد کا یہ نقشا
کاندھے پہ دھری ہوئی وہ [illegible]
کرنے لگا شکر کبریا وہ
بازار اوجاڑ شہر سنسان
گلیون کو جو دیکھو طرفہ سامان
جو قصر وہان ہے سرنگون ہے
انسان ہے جو وہ نوحہ گر ہے
پہنے ہے ہر اک سیاہ پوشاک
پھولو نپہ پڑی ہوئی وہان اوس
موقوف ہے قمریونکی کوکو
چنگھاڑتے تھے جہان جہان موس
حیران ہوا بہت وہ پر غم
پوچھا ہر ایک سے یہ احوال

ضد کرتا تھا پر وہ شوخ خو تھو
معدوم ہوا اثر اسیر بھی
لکھنے کا نہین تاب کو یارا
حال دل شہ ہوا دگرگون
کچھ حال وزیرزادہ لکھیے
پھرتا تھا برنگ قیس نالان
تقدیر نے سیر کیا دکھائی
صحراے عدم سے جسکی وسعت
رہبر نہ کوئی نہ راہ معلوم
اور ہمسفر اوسکی یاس و افسوس
کانٹون کی جہان ہے گرد بالو
ایک شعلہ آتش سفر تھا
منہہ پر [illegible]
لیکن اسی مین ہاتھ پر تپ
داخل اوس شہر مین ہوا وہ
گھر ٹوٹے ہوئے محلہ ویران
سب کوچہ زلف سے پریشان
خم صورت پیر ہر ستون ہے
ادنا اعلے کی چشم تر ہے
ہین صورت جیب سینہ صد چاک
ہر برگ ہے شکل دست افسوس
وہان بول رہے ہین بوم ہر سو
ہے زاغ و زغن کا اب وہان شور
کہنے لگا اپنے دل سے اوسدم
اس شہر کا کیون تباہ ہے حال

کہنے لگے رو کے ساکن شہر — یہ ملک ہوا ہی موردِ قہر
صدمہ نہین قابل بیان یہ — پُر درد عجیب ہی داستان یہ

یان کس لیے کیدھر آئے ہین آپ — کب سے تشریف لائے ہین آپ
کیا تجھنے نہین سنا یہ احوال — اخفا ہی کسی سے کیا یہ احوال

کہنے کا نہین ہی گو کہ یارا — سنیے تو کہون مین حال سارا
اس شہر کا نام تو ختن ہے — سلطان کا نام مہرتق ہے

جس شہ کے عمل مین ہی یہ کشور — بٹیا تھا اک اوسکا ماہ پیکر
بسیار حسین کمال خوشخو — خورشید جمال نام مہرو

اک روز نہ کا اسطرح ہی مذکور — تھا باغ مین جلوہ گر وہ مغرور
اوس باغ نے ایکدن وہ گلفام — گم ہوگیا یک بیک سر شام

اوس گل کی ہزار جستجو کی — ہر اک نے تلاش چار سو کی
پایا نہ مگر وہ ماہ طلعت — پوشیدہ رہا برنگ نکہت

بلوا کے نجومی اور رمال — دریافت کیا جو اونسے احوال
تب اونسے کھلا یہ حال ہمپر — ہی قید پری مین وہ گل تر

اک اوسکی پری تھی عاشق زار — دل سے اوسے کرتی تھی بہت پیار
تھا حسن پر اوسکو اپنے غرا — اور لال پری تھا نام اوسکا

تھی قوم کی اپنے شاہزادی — پروانہ تھی اوسکے شمع رخکی
روز آتی تھی دیکھنے وہ پرغم — کرتی تھی پیام وصل ہر دم

اک روز وہ شاہزادہ گلفام — گلزار مین کر رہا تھا آرام
اک خواب مین دیکھی شاہزادی — الفت کا نہ بس کہ تھا وہ عادی

عاشق ہوا دیکھتے ہی اوسکو — سو کر جو اوٹھا وہ ماہ خوشخو
نام اوسکا غزالہ تھا زبان پر — کہتا تھا یہ بار بار رو کر

افسوس کہ ہنستے دے غزالا — جی بھر کے تجھے نہ دیکھا بھالا
اک بار تو شکل پھر دکھاؤ — پھر کاشکے خواب ہی مین آؤ

دن رات اوسی کی تھی اوسے یاد — رہتا تھا وہ محو آہ و فریاد
آئی اکدن جو وہ پری زاد — کیا سنتے ہی آتی ہی وہ ناشاد

ہی نام غزالہ کا لبون پر — اور اوسکو نسیے تر ہی سیاہ البتہ
سنتے ہی کمال رشک آیا — غصہ کیا پیچ و تاب کھایا

بولی جھنجھلا کے وہ گل تر — اللہ رے اوبتِ ستمگر
ہمتو کرین تجھسے ایسی الفت — اور تجھکو ہی غیر سے محبت

اور اونکے لیے یہ آہ و زاری — پروا نہین اک ذرا ہماری
وہ عشق غزالہ مین تھا سرشار — تھا شکل پری سی سخت بیزار

بولا کہ سن او نگار مغرور — تو کیا ہی اگرچہ ہو کوئی حور
ناحق یہ کردن مین اسکی قربان — کہتا ہون مین دے سے اوسکو بھی جان

جھلا گئی یہ کلام سنکر — بس آتش رشک مین وہ بھنکر
بستر سے بزور اوسے اوٹھا کر — گھر مین اوسی وقت اپنے لاکر

مان باپکے پاس اوسکو لائی — اور رو کے یہ بات اونھین سنائی
مین آپسے کرتی ہون یہ فریاد — اسنے مجھکو کیا ہی برباد

میرا تو دل اسپہ شیفتہ ہے — ایک اور پہ یہ فریفتہ ہے
مجھسے تو ہی دلکو اسکے نفرت — اور اونسے یہ کرتا ہی محبت

کچھ دیجیے آپ اوسکو تعزیر — یا کیجیے اوسکو پابزنجیر
ورنہ اس غمسے آکے اک روز — جائیگی ہماری جان پر سوز

دختر کی سنی جو ہین یہ تقریر — باپ اوسکا ہی ایک بوڑھا پیر
جھلایا کمال وہ بد اختر — زنجیر وتن سے اوسکی شکلین کسکر

ہر روز اوسے تخت پر بٹھا کر — لیجا کے غزالہ کے مکان پر
کرتا ہی کمال جور دن بھر — ہی نام غزالہ اوسکے لب پر

جس روز سے گم وہ ہوگیا ہی — کیا کیجیے کہ حال شاہ کیا ہے
اس غم مین ہی مبتلا وہ پریشان — اوس روز سے شہر ہی وہ ویران

مان اوسکی تو ہوگئی ہی مجنون — مہمان کوئی دنکی ہی وہ محزون
سنکر یہ کلام حسرت انجام — رو دیا ابن وزیر ناکام

اوسوقت وہ راگ بج رہا تھا — کس تھر کا وہ اوبج رہا تھا
بیخود ہوئے کتنے کتنے بیہوش — کتنے اوٹھین رہ خود فراموش

تھا آب روان کا بھی یہ عالم — آب آئینہ تھا وہ اوس دم
بہ بہ گئے موم ہوکے پتھر — تھے جن و ملک تمام ششدر

حیوانونکو خوب سا رجھا کر — خود رونے لگا وہ تلملا کر
ناگاہ صدا یہ اوسکو آئی — اے سرو ریاض دلربائی

کیا خوب بجائی آپنے بین — سبحان اللہ واہ تحسین
اوسوقت صدا یہ جو سنی سنکر — دیکھا ہر سمت ہو کے ششدر

پھر آئی صدا نہ دل مین ڈرنا — کچھ اور خیال تم نکرنا
گر ہووے اجازت اے گل تر — باتین کرین تمسے ہم خود آکر

وہ ماہ تو غم سے مر رہا تھا — جان اپنی ہلاک کر رہا تھا
بولا کہ یہان نہین ہے کچھ ڈر — ہوتے ہین فقیر شیر بستر

تم آنے نہ آنے کی ہو مختار — ہم اپنی ہی جان سے ہین بیزار
مانع نہین ہوتا مین کسیکا — مختار ہر اک ہے اپنے جی کا

آئے جو کوئی تو ایسا آئے — دو دکھ درد جو وہ اوٹھائے
کچھ درد کا دیکے درمان — کچھ رحم کرے سمجھ کے مہمان

خالی اگر آئے بھی تو پھر کیا — اس آنیکی یان نہین تمنا
پھر آئی صدا یہ خندہ آمیز — اے ساکن وادی بلا خیز

مطلب تو کچھ اپنا کر تو اظہار — کس بات کا ہمسے ہے طلبگار
بولا کسے درد دل سناؤن — صورت دیکھون تو کچھ بتاؤن

تب آئی صدا کہ آئے ہین ہم — شکل اپنی تمھین دکھاتی ہین ہم
پھر بائین طرف سے بہ تکرار — ظاہر ہوئے تین تخت اک بار

تختین حورین اوسپہ جلوہ گر تین — تب تو ہوئی اوسکی دل کو تسکین
بولا دل کردہ سینہ افگار — انشاء اللہ اے دل زار

گر فضل خدا ہے میرے ہمراہ — شہزادی سے اب ملونگا دلخواہ
باطن مین تو اوسکو یہ خوشی تھی — تیوری بظاہر چڑھی ہوئی تھی

خوش تھا کہ ہمارے جاگے اب بخت — اوس گل کے جو پاس آئی وہ تخت
دیکھا تو وہ صورتین ہین دلکش — مہرو ہے کوئی تو کوئی مہوش

ہے پیرہن اک کا ارغوانی — پوشاک ہے اک کی زعفرانی
جوڑا پہنے ہے ایک گلنار — اور سب مین بہت ہے وہ طرحدار

اتنے مین ہوئے کلام باہم — پرسان ہوئین حال کی وہ اسدم
جوگی جی کچھ اپنا حال کہیے — اس جوگ کا کچھ مآل کہیے

کسکے لیے تم ہوئے ہو جوگی — کس درد و الم کے ہو بروگی
کس دیس کے رہنے والے ہین آپ — کس شکل قمر کے بالے ہین آپ

مطلب تو کچھ اپنا آپ فرمائین — ممکن ہو جو ہمسے تو بجا لائین
محظوظ کیا بکمال ہمکو — آ آ گیا سنکے حال ہمکو

کیا خوب یہ فن کیا ہے حاصل — بے شبہہ شناسا ہین آپ کامل
کشتہ کیا بین کو سنا کر — دل آپ نے لے لیا رجھا کر

اک عشق ہوا ہے تمسے پیدا — سمجھو ہمین تم بھی اپنا شیدا
ہم تینون تمہاری چیلیان ہین — بن دامون خریدی لونڈیان ہین

قدمون سے ہمین جدا نکرنا — تم ہمسے کہین دغا نکرنا
سنکر یہ سخن وہ ماہ پیکر — کہنے لگا بے رخی جتا کر

مین ایک فقیر بے سر انجام — تم لوگ ہو سب امیر عظام
صحبت سے تمہاری مجھکو کیا کام — مجھکو کہین کیجیے گا بدنام

صحبت سے تسا کیے یہان ہے انکار — اس قوم سے مرا جی ہے بیزار
کچھ انکی سرشت مین دغا ہے — یہ قوم کی قوم بیوفا ہے

دل لیتے ہین پہلے تو دغا سے — کشتہ کرتے ہین پھر جفا سے
اک اونمین تھی ماہ پارہ بیباک — بولی کس ناز سے وہ چالاک

بولی تو یہ بولی واہ جی تم — کچھ گرم بہت ہو شاہ جی تم
فرماؤ تو ہمسے حال اپنا — کس کس نے دیا ہے تمکو دھوکا

اس شخص نے آپ سے دغا کی
کس کس نے حضور پر جفا کی
ہم اونمین نہین ہین ہونٹھو مکار
وہ ہوتے ہین اور لوگ عیار

گر آپکو اسقدر تھا انکار
ہمکو نہ بلایا ہوتا زنہار
اب جیسا کیا ہے ویسا بھگتو
دل دو ہمین اپنا ہمسے دل لو

ہم تینون کو تمنے کیون بلایا
کسواسطے پہلو مین بٹھایا
دل چھین کے شاہ جی ہمارا
غمزہ نہ جتائیے خدارا

تب کہنے لگا وہ ماہ طلعت
کیا علم تھا مجھکو تم ہو عورت
کی میری جو تمنے آن تعریف
مینے کہا لاؤ یان بھی تشریف

آواز کا جو نشان پایا
دلمین یہ مرے خیال آیا
تو ہی نہین اک ستم زدہ ہے
سمجھا کوئی یہ بھی غمزدہ ہے

اس حال سے تو نہ تھا خبر مین
تم لوگونکو جانتا اگر مین
پاس اپنے کبھی نہ آنے دیتا
مین راہ کسی طرف کی لیتا

آواز کو مہربان جو پایا
تو درد بھی اپنا کچھ سنایا
بولین کہ نہ شاہ جی خفا ہو
تم آشنا نہ ہمسے بے خرا ہو

ہم بھی کے ہین تمھارے مشتاق
صحبت جو ہماری ہے تمھین شاق
تکلیف قریب سے نہ دینگے
ہم دور سے بیٹھ کر سنینگے

کہنے لگی شاہ جی بہت خوب
بندیکو بھی اب یہی ہے مطلوب
آزردہ فقیر سے نہ ہو تم
لو بین کو شوق سے سنو تم

بندے کو لحاظ تھا بس اتنا
ہو جاؤن جہان مین مین رسوا
اب نام سے اپنے کیجے ماہر
کس قوم سے ہو کرو یہ ظاہر

پہنے تھی جو زعفرانی جوڑا
نام اوسنے تو زعفران بتایا
پیراہن سبز پہنے تھی جو
کہنے لگی ناز سے وہ خوشخو

بندی کا نام مشکبو تھا
اب کہتے ہین مبتلا و شیدا
تھا جسکا لباس ارغوانی
بولی ہنسکر وہ حور ثانی

ہے شاہ جی میرا ارغوان نام
یہ تم بھی بتاؤ مہربان نام
اس سن مین خراب خستہ کیون ہو
کیا رنج ہے دل شکستہ کیون ہو

کس کے لیے جوگ یہ لیا ہے
حال اپنا تباہ کیون کیا ہے
ایسی پڑی تمپہ کیا مصیبت
جو پھرتی ہو دشت دشت حضرت

گر پوچھتی ہین ہماری قوم آپ
سلطان پری ہمارا ہے باپ
ہم تینون ہین ایک بطن سے بہنین
یہ ملک ہمارے ہے عمل مین

ہم آئے تھے بہر سیر صحرا
یان آکے ہوے تمھارے شیدا
حال اپنا بھی کچھ بیان کیجے
یہ راز نہفتہ کھول دیجے

رونے لگا پھر وہ غم کا مارا
حال اپنا کہا اونھون نے سارا
کہنے لگین تینون پریان ہم
اب ساتھ تمھارے ہم ہین ہمدم

تدبیر سے ہم نہونگے قاصر
جسطرح سے ہوگا ہم ہین حاضر
اب بین ذرا بجائیے آپ
کچھ اپنا ہنر دکھائیے آپ

مشتاق کمال اون کو پاکر
بین اوسنے ملائی پھر اوٹھاکر
بس دیکھ کے اونسی بین کی تار
اختر کی غزل بجائی یکبار

غزل

دل جسکو ہمارا ڈھونڈھتا ہے
اے چرخ کدھر وہ مہ لقا ہے
افسوس جو اپنا دلربا ہے
وہ غیر کے نام پر فدا ہے

ہم غم مین ہین جسکی جان دیتے
پروا نہین اوسکو کیا ہوا ہے
عشاق کی خون سی ہین رنگین
ہاتھون مین کب اونکے یہ حنا ہے

روٹھے ہین جو آپ مجھسے تمکین
بندیکا بھی اے صنم خطا ہے
زلفونکا وبال سر پہ لونگا
اس دام بلا مین دل پھنسا ہے

جانے دو مجھے ادھر نہ روکو
دلدار مرا جدھر گیا ہے
اے چرخ ہماری کیا ہے تقصیر
کیون ہمسے وہ مہ لقا خفا ہے

ہر روز کی خواہشون سے یارو
دل ہو ہو کے خون بہ گیا ہے
فرقت مین ملا ہے حنظل غم
دل سوختہ کی یہی غذا ہے

از بسکہ لگے ہیں ناوک غم / زنبور کا گھر جگر بنا ہے
دنیا سے تو ہم سدھارتے ہیں / واں سجدۂ شکر ہو رہا ہے

کیوں نزع کے دم ہی یہ عنایت / دم دیتے ہو دم یہاں فنا ہے
معشوق تمام بے وفا ہیں / عاشق کے سرشت میں وفا ہے

عیسیٰ سے بھی ہو سکیگا نہ درماں / یہ درد جگر تو لا دوا ہے
غیروں کی تمہیں بغل مبارک / آغوش لحد کی یاں ہوا ہے

ہم جان دیں اور تم نہ پوچھو / پیارے یہی عشق کی جزا ہے
جیسا کیا ویسا اسنے پایا / اپنے دل زار کی سزا ہے

آج اسنے محبت اور سے کی / دو دن کا وہ سب سے آشنا ہے
کیا کہتے ہیں اس نصیب کو واہ / ہم پڑتے ہیں پاؤں وہ خفا ہے

مجھسے جو کیا ہے ترک ملت / فرماؤ مرا قصور کیا ہے
تھی جس سے امید دوستی کی / دشمن وہی مری جان کا ہے

عاشق کا دل آپ ہی دکھانا / کہنا مانو بہت برا ہے
نیکی ہے ادھر اودھر بدی ہے / وہ کوستے ہیں یہاں دعا ہے

پریاں ہوتی ہیں سنکے تسخیر / اختر کا کلام دلربا ہے

جب بین میں یہ غزل بجائی / کیفیت تازہ اک دکھائی
کی اوسنے دلوں پہ سب کے تاثیر / احوال ہوا ہر ایک تغیر

غش ہو گئے سارے سننے والے / جینے کے بھی پڑ گئے تھے لالے
سب وحش و طیور دشت پرخار / صدمے تھے ہوئے اونکو گئے ہزار

رونے لگیں تینوں ہو کے بیتاب / سینے میں ہوئے دل و جگر آب
اک عالم بیخودی تھا اون پر / حیران تھی کوئی کوئی ششدر

سر اوسکے قدم پہ رکھ کے جھکے / آنکھیں ملیں گاہ گاہ چومے
اک گرد پھری بلائیں لیکر / اک کہنے لگی بلائیں دیکر

تم وقت کے اپنے ہو کنہیا / رکھتے نہیں تم نظیر اپنا
اس فن میں ہیں بیشک آپ یکتا / ہم نے نہ سنا نہ ایسا دیکھا

ہمکو تو کمال خوش کیا آج / بندہ ہمیں بلکہ کر لیا آج
اتنے ہیں امیدوار اس دم / ان قدموں سے ہوں سرفراز ہم

اب یاں سے چلیں ہمارے گھر آپ / عزت اتنی کریں غریبوں پر آپ
کچھ دور نہیں ہے ہمکو جانا / ہے پاس بہت قریب خانا

وہ سامنے باغ ہے ہمارا / واں چلکے ہوں آپ جلوہ آرا
فرصت سے کبھی ہو ملاقات / کچھ ہو نہیں سکتی یاں مدارات

ممکن نہیں یاں کوئی سرانجام / یہ دشت نہیں مقام آرام
مہمان ہو ہمارے شاہ صاحب / دعوت ہے تمہاری ہم پہ واجب

اوس دم سوچا وزیر زادہ / ابھی نہیں پیر فنی زیادہ
ربط انسے بڑھایا چاہیے اب / شاید نکل آئے دل کا مطلب

شائق یہ ہوئی ہیں خود تمہاری / کرتی ہیں یہ آپ خواستگاری
جانے میں نہ عذر کچھ کرو تم / حامی ہے خدا نہ اب ڈرو تم

لیجائیں جہاں یہ شوق سے جاؤ / قابو میں انہیں کسی طرح لاؤ
ٹھہرائی یہ دل میں جبکہ تدبیر / کی اسنے بہت اسطرح سے تقریر

جس امر میں ہو خوشی تمہاری / میری بھی وہی ہے عین مرضی
وہ بولیں کرم تمہارا ہم پر / پھر تخت پہ ایک بیٹھیں آکر

جوگی کو بھی اپنے لیکے ہمراہ / پھر پریاں گئیں سوے باغ دلخواہ
اوس باغ میں جب ہوئیں وہ داخل / کیا دیکھتے ہیں وہ ماہ کامل

اک باغ ہے گلشن طلسمات / گو فصل نہیں مگر ہے برسات
یاقوت کے ہیں تمام اشجار / پتے ہیں زمردی کے گلزار

صد برگ کسیطرف کھلا ہے / بالکل وہ عقیق زرد کا ہے
ہر نخل کا نقرئی ہے تھالا / لعلیں ہیں کسیطرف کو لالا

اک سمت گل فرنگ خوش آب / ترشی ہوئی تابنی کی یاب
ہر قسم کی چار سو شجر ہیں / بالکل وہ جواہر ہیں مگر ہیں

موتی کا شگفتہ موتیا ہی
نرگس ہی برنگ چشم انجم
آئینہ ہر ایک آب جو ہی
اک سمت ہی بہار اشرفی کی
ہی حسن گل نرنگ یکجا
وہ مہندی کی ٹٹیاں خوش آئین
وہ سیب تھی ہر طرف نمایان
آراستہ صورت جنان ہی
فرش اوسمین ہر ایک جا بچھا ہی
تخت آگے غرض وہان اوتارا
جو تھی جو بچھی تھی مسند زیبا
کی دھوم سے اوس قمر کی دعوت
بین اوسنے بجائی رات بھر خوب
کیا کہیے جو اوس گھڑی سماں تھا
تھا شور ہر ایک ماہ رو کا
بین اوسنے جو کاندھے سے اوتاری
تعریف بیان ہو کیا تمہاری
انعام لو مہربان کیا ہی
جی چاہتا ہی یہ اب ہمارا
ہم تمکو کہیں بجانے دیتے
پریان جو ہوئیں مصر زیادہ
بولا کہ تمہاری مہربانی
اب تمسی ہون صاف صاف کہتا
مطلب جو مرا بر آر ہووے
جس واسطے جوگ یہ لیا ہی

اور دُرِ نجف کا موگرا ہی
غنچے کہیں کرتے ہیں تبسم
بلّور کی فصیل چار سو ہی
ترشی ہوئی ہی تو شربتی کی
خوشتر اسے ہی وہ بھی تانبری کا
انگور کے خوشے بقدر پروین
ہون سیب تن بھی جیسے پستان
ہم رتبہ قصر آسمان ہی
درجہ بدرجہ سجا ہوا ہے
اندر ہیں اوسکے جلوہ آرا
اوپر اوس ماہ کو بٹھایا
شب بھر رہی بین کی وہ صحبت
جلسہ ہوا ان پہ تا سحر خوب
جو بیٹھا تھا وان سو نیم جان تھا
ہر سمت تھا نعرہ ہای ہو کا
برچھی سی دلون پہ وونکی ماری
قاصر ہی زبان اب ہماری
ہم آپکے گھر بھی آپ کا ہی
شاگرد کرو ہمیں بھی اپنا
چندی یہین میہمان رکھیں گے
دل میں سوچا وزیر زادہ
کی تمنے کمال قدر دانی
اس شہر میں یہان ہون ستا
رہنا بھی مجھے نہ بار ہووے
بندہ تو غرض کا آشنا ہی

چنپا پکھراج کی ہی یک سو
اک کیاری میں سیوتی کھلی ہی
مقیش کی اک طرف ہی سنبل
اور رنگ عقیق سرخ کا ہی
نیلم کی کسی طرف ہی سوسن
کس نور کی ناشپاتیاں تھیں
اک بارہ دری ہی جلوہ آرا
کس نور کا دان ہی شیشہ آلا
بچھیں ہیں وہان پہ مسندیں بہار
وہ مسندیں جس جگہ بچھیں تھیں
دعوت کا کیا پھر اوسکی سامان
پریان اک سمت ساری جوان
گلشن کے شجر بھی وجد میں تھے
صہبا کے مذاق تھی یہ سرخوش
محظوظ او جیں بقدر کیا تھا
کہنے لگیں اوس سے تینوں پریاں
کیا ہمکو کیا ہی آپنے شاد
چندی یہیں بود و باش اگر ہو
اب ہمکو بھی ہیں تم سکھاؤ
جب تک نہ بتاؤ گے ہمیں ہیں
کر لیجیے یک بیک نہ اقرار
درویش ہی ایک کم حقیقت
جو مطلب نقیر کا ہے
منظور اگر مری خوشی ہی
میرا تو درست کام ہوگا

بلور کی اک طرف ہی شبو
دو گوہر شب چراغ کی ہے
ہیرے کی ہی یاسمین بھی بالکل
عالم ہر پھول کا جدا ہے
گلنار پہ منگے کی ہی جوبن
یا حور وشان کی چھاتیاں تھیں
کام اوسپہ جواہرن ہی سارا
ہی صاف وہ خانہ طلسمات
جھالر میں ٹکی ہیں در شہوار
بیٹھیں اوپر برنگ پروین
ہمقوم بلائے سارے مہمان
تھیں لیکے دوست و محو حیرت
مرغان سحر بھی وجد میں تھے
تھیں صاحب خانہ تینوں بیہوش
ہوش اونمیں نہ ایک کا بجا تھا
کیا تمنے کیا ہی آج احسان
اب ہمسے کریں کچھ آپ ارشاد
کس لطف سے زندگی بسر ہو
تم اور کہیں نہ یان سے جاؤ
دلکو نہ ہمارے ہوگی تسکین
کچھ کیجیے تھوڑی دیر انکار
کرتے ہیں پہ آپ مری عزت
بر لاؤ تو کیا مضائقہ ہے
تو مطلب دل مرا وہی ہے
دنیا میں تمہارا نام ہوگا

منظور ہو کر جواب دیجے
انصاف تو اپنے دل مین کیجے
آوارہ جو شخص کو بکو ہو
کس بات کی اوسکو آرزو ہو

جبتک نہ غزالہ سے ملون گا
مین ایک سے ملتفت نہونگا
رہتی کی جو سیری آرزو ہی
لازم نہین اوسکی جستجو ہے

سنکر یہ کلام طنز آمیز
کہنے لگی ایک فتنہ انگیز
تم شاہ جی کتنے بے مزا ہو
مطلب ہی کے سب سے آشنا ہو

کیا اپنے کمال پر ہو نازان
اتنا نکرے گھمنڈ انسان
غرا تھین حسن پر ہی کتنا
ہم تمکو نجانتے تھے اتنا

ختم آپ پہ ہی گل کھرائن
کھوٹونسے یہ کرتے ہین کھرائن
پریون نے جو لے رکھی کمائی
کی اونسے بھی اونسی کج ادائی

بولا کہ ذرا حواص مین آؤ
غمزے کسی اور کو یہ دکھلاؤ
ان باتون سے بندی کو ہی نفرت
اک یہ بھی تھی اپنی آدمیت

ساتھ آپکے ہم جو یان چلے آگے
کچھ عذر نہ درمیان مین لائے
ورنہ یہ نہین ہی اپنا شیوا
جو گھر مین کسیکے جاے بندا

کی مینے فقط یہ خاکساری
پروا نہین کچھ مجھے تمھاری
پاپوش کرے مری لجاجت
تم پر نہین بند میری حاجت

اللہ ہی کارساز اپنا
تہ کر رکھین آپ ناز اپنا
ہر چند کہ خاک مین رلا ہین
در بند ہی اک تو سو کھلے ہین

اس عشق کے بھی ہین طرفہ نیرنگ
صحبت کا عجب تھا اوس گھڑی رنگ
پریون کا تو اوسکے ملون پر سر
جوگی کا دماغ آسمان پر

اوس سمت نیاز اس طرف ناز
دو چار گھڑی رہا یہ انداز
پریان تو کمال بادۂ تھین
اوسوقت یہ اپنے دل مین سوچین

ایسا نہین پیچ کوئی پڑ جاے
رنگ اپنا جما ہوا اوکھڑ جاے
آزردہ جو ہو گیا یہ دلدار
تو اسکا منانا پھر ہی دشوار

کہنے لگین تینون پریان ہنسکر
جامے سے تم اپنے ہو نہ باہر
بر آئیگا مدعا بخوبی
کام آپکا ہوئیگا بخوبی

گرم اتنا نہ دل جلو نہ ہو تم
اب ٹھنڈی ہو غصہ تھوک دو تم
تدبیر کرینگے ہم بہت سی
بر آگے جو کچھ خدا کی مرضی

غمزہ تو نہ ہر گھڑی جتاؤ
لو ہین ہمین ذرا بتاؤ
آپس کا غرض حجاب ٹوٹا
باہم مزۂ وصال لوٹا

زانو سے دبا کے زانو بیٹھین
پہلو سے ملا کے پہلو بیٹھین
مطلق نہ رہی کچھ آڑ پھر تو
ہونے لگی چھیڑ چھاڑ پھر تو

کی شعلۂ شوق نے شرارت
بھڑکائی یہ آتش محبت
عاشق ہوئین اوسپہ تینون پریان
رہنے لگین پاس اوسکی ہر آن

اوس ماہ کی کس غضب مین تھی جان
ہر وقت تھا دل مین سے یہ حیران
کہتا تھا یہ لیکے وہ خوش اسلوب
طالب تو ہین تین ایک مطلوب

کس کسکے بھلا مین ناز اوٹھاؤن
ایسا مین جگر کہانسے لاؤن
کرتا تھا وہ پریون سے فقط گھات
منظور تھا اوسکو یہ ہی نرت

جسطرح ہو اس بلا کو ٹالون
مطلب کسیطرح سے نکالون
لیکن پریونکا تھا عجب حال
اوس ماہ پہ ٹپکی پڑتی تھی رال

کچھ فکر اونھین نہ تھی کسی کی
جان اوسپہ فدا تھی ہر پری کی
جب اونسے کیا زیادہ اصرار
بین اونسے سیکھائی آخرکار

کرتا تھا جو پاس وہ بظاہر
سکھلانے لگا وہ بین آخر
اک سال مین بین اونہین بجائی
شہرت عالم مین سبنے پائی

ہونے لگی گرم اوسے صحبت
بڑھنے لگی دن بدن محبت
جوگی تھا وہان جب آرزو مین
پریان رہین اوسکی جستجو مین

کو حال غزالہ سب یہ وا تھا
لیکن اونکا مکر نہ اک ذرا تھا
تدبیر مین رہتی تھین وہ ہمسر گرم
کہتی تھین نہ اوس سے آرزو شرم

دعوت لعل پری نمودن ہر سہ پریزاد و بین نواختن و نزد پریزادہ گل پیرہن رفتن

یہ کہکے غرض وہ ماہ رخسار جوگی کے جو پاس آئی یکبار
پہنے کفنی گلے میں زرتار لعلوں کا کیا تھا اوسپہ تارا
بالوں کو بنا کے منھ پہ چھوڑا ہر افعی زلف کا مروڑا
الماس کی ہاتھ میں وہ سمرن بازو پہ زمردی وہ جوشن
چہرہ وہ بھبھوکا نور کا تھا جلوہ حق کے ظہور کا تھا
اس سج سے وہ جوگی بنکے آیا ساری محفل کا ہوش اڑایا
مسند پہ برابر اوسکو جا دی جوگی نے بھی آ تو ہی عادی
تب لعل پری نہ راہ اشفاق بولی کہ میں [illegible] مشتاق
پھر کہنے لگی بصد اخلاص تم لوگ [illegible] ہو خاص
خاطر مری کیا کرو ان کیا کی تا چند [illegible]
خادم و لیے تمہارے ہم ہین [illegible]
توبہ صاحب ہین اک خطا کار [illegible] نشہ کا
ظاہر ہی مری تو سب حقیقت یہ آپکی ہی [illegible] پت
نقشہ جو یہ کائنات کا ہے جلوہ سب اوسکی ذات کا ہے
ہر چیز پہ ہے اوسی کا سایا ہر رنگ میں وہی سمایا
میں کیا ہوں مرا کمال کیا ہے بندہ تم سب کا خاک پا ہے
کیا کہیے ہوا کدھر سے آنا لے آیا ادھر بھی آب و دانا
عرصہ کیا جبکہ گفتگو نے چپکے سے کہا یہ مشکبو نے
بس باتیں بہت نہ اب بناؤ کچھ اپنا کمال بھی دکھاؤ
اب ہاتھ میں اپنے بین لیجے مشتاق ہے یہ خوشی اسکو کیجے
تب اس ترنگ سے بجایا جو روح کو شوری کو غش آیا
پریاں تھیں بر رنگ مذبوح صدقے ہوئی تان بین کی روح
بسمل کیے جو پریوں کی تھی نوبت اک ایک تھی غرض پری گت
بیتاب ہر ایک گلبدن تھی جو تان تھی دلپہ خنجرزن تھی
اک ابر کی طرح سے تھی گریاں اک کرتی تھی چاک جیب و داماں

دیکھا تو وہ گل نکھر رہا ہی اور پریوں کا گرد جھمگھٹا ہے
اک باندھے اساوری کی ہمت تسمے سے کمر کو دیکے زینت
کنٹھا تھا گلے میں موتیوں کا تو بنا بھی عقیق سرخ کا تھا
قشقہ وہ کھچا ہوا جبین پر اک نور تھا روئے نازنین پر
رخ یوں تھا بھبھوت سے بشن مہتاب ہو جیسے صبح مکدر
بیٹھا تھا جو اوٹھا بہ تعظیم کی پریوں نے جھک کے اوسکو تسلیم
کی تمنے فقیر پر عنایت کی تمنے کمال میری عزت
کہیے یہ اکس طرف سے آنا اوسنے کیا سیر کا بہانا
کی آپ نے ہمپہ مہربانی رکھتے نہیں آپ اپنا ثانی
کیا کہنا تمہارا واہ کیا بات بے شبہ ہو صاحب کرامات
سنکر یہ کلام بولا جوگی یہ آپکی خوبیاں ہیں ساری
بیچارہ ہیں اک فقیر ناچیز کیا مجھکو کمال ہیں ہر تمیز
بندہ ہو اوسکے حقیر ہیں ہم دنیا کو تجا فقیر ہیں ہم
ہر شے میں ظہور ہے اوسیکا تاروں میں بھی نور ہے اوسیکا
ہم کچھ کریں تاب کیا ہماری معبود کی شان ہے یہ ساری
دعوی نہیں خویش تو ذرا پر تکیہ ہے فقیر کو خدا پر
حقانہ جو اوسنے گفتگو کی وہ ماہ ہوئی کمال راضی
تقریر سے وحدت کے تو سنائی درویشی کے رنگ بھی دکھائے
خوش تجسے کمال یہ ہوئی ہے تعریف بھی خوب اسنے کی ہے
القصہ اوٹھائی بین اوسی دم تاروں کو ملا کے اوسنے باہم
قوال آسمان کا تھا قول ایسا نہ تھا باربد بھی لاحول
کیا وصف ہوں زمزمی کی تحریر ہر راگ کی کھینچا تھا تصویر
ہر تان تھی بین کی طرب خیز ہر ایک اوپج تھی شوق انگیز
مستانہ ہر ایک جھومتی تھی خود راگنی ہاتھ چومتی تھی
جان ایک ہلاک کر رہی تھی ٹھنڈی ہی کوئی سانس بھر رہی تھی

بیہوش کھڑی تھی جو کھڑی تھی
جو بیٹھی تھی سکتے مین پڑی تھی
احوال تھا ایک اک کا تغییر
محفل تھی تمام بزم تصویر

تھی لال پری خصوص بیتاب
آنکھون سے روان تھا بحر خونناب
باقی نہ رہا تھا اک ذرا ہوش
سر کی نہ خبر نہ پانون کا ہوش

کیا کہیے کہ حالت اوسکی کیا تھی
بند آنکھین تھین اور واہ واہ تھی
ہوش آتا تو کہتی ہے یہ افسون
انسان نے پری کا کیا خون

بین اسنے ہے سحر کی بجائی
زیبا نہین اسپہ بینوائی
اللہ رے ہاتھ کی گدازی
یہ باج ہے یا کہ سحر سازی

کرتا نہین بین سے یہ بسمل
در پردہ ہے نقد دل کا سائل
جسوقت کہ یہ غزل بجائی
ہر ایک کی جان لب پہ آئی

غزل

حیران ہون یار لو کدھر ہے
کچھ تیری نہین مجھے خبر ہے
پھرتا ہون مین جسکی جستجو مین
وہ حال سے میرے بیخبر ہے

کسطرح ملے وہ سیمبر آہ
نہ زور ہے کچھ نہ پاس زر ہے
مجھ تک اوسے کھینچ لائو لیکن
کچھ بھی تجھ مین کشش اگر ہے

نالے بھی کیے نہ دل پسیجا
پتھر سے بھی بت وہ سخت تر ہے
قاصد نہ صبا ہے نہ کبوتر
خط دون کسی کو نامہ بر ہے

کسطرح کٹے گی ہجر کی رات
طول اسکو ہے عمر مختصر ہے
یہ بھی ہے خدا کی شان ہے بت
سر ہے مرا تیرا سنگ در ہے

سہتا ہون تری ستم مین کیا کیا
ایجان مرا ہے یہ جگر ہے
ہستی سے عدم کو لے نہ جائے
کس طرح تصور کمر ہے

بوسہ کی طلب پہ گالیان ہین
اسکا انصاف حشر پر ہے
اختر کی خبر وہ لیوے گا کیا
جسکو نہین اپنی خود خبر ہے

کس رنگ سے یہ غزل بجائی
ہر ایک نے جان تازہ پائی
مین کیا کہون اس گھڑی کا لطف
وہ لطف غزل وہ بین کا لطف

صحبت رہی دو پہر یہ کامل
بسمل ہوے سب کے طائر دل
کیا لال پری ہوئی خوش اوس سے
پھرنے لگی گرد اوسکے اوٹھکے

کہنے لگی باکمال ہین آپ
طرہ یہ ہے خوش جمال ہین آپ
جیسا کہ سنا تھا ویسا پایا
واللہ کہ خوب خط اوٹھایا

مین تو ہوئی معتقد تمھاری
صدقے مین تمھارے تمپہ واری
تم مین تو کمال کیا نہین ہے
تم سا کوئی دوسرا نہین ہے

حاجت نہین اسمین کچھ قسم کی
عاشق مین ہوئی تمھارے دم کی
خوش ہمکو بھی کوئی دم کرو گے
ہمپر بھی کبھی کرم کروگے

جوگی نے کہا یہ اوس سے ہنسکر
اشفاق یہ آپکا ہے مجھ پر
بیچارہ غریب مین گدا ہون
کیا دخل مجھے مین چیز کیا ہون

تم لوگ ہو خود ہی امتیازی
تم کرتی ہو میہمان نوازی
جیتا ہون تو آؤنگا کبھی مین
لطف اور دکھاؤنگا کبھی مین

صحبت تھی یہان تو یہ جلسا
سنیے کچھ حال اب اودھر کا

یافتن سبز قبا شہزادہ ماہ رو را در خانہ لال پری و بر داشتہ بردن او

ساقی کوئی جام بادہ دینا
لیکن ابکی زیادہ دینا
اک ماہ کی ہے تلاش مجھکو
ملجائے بتا ہے کاش مجھکو

آرام غزالہ کو نہ وان تھا
دل آتش ہجر سے طپان تھا
روتی تھی سحر سے لیکے تا شام
تھا دل کو نہ اوسکی دم بھر آرام

کرتا تھا جو وہ اوسکی تسکین
پر چین نہ لیتی تھی وہ غمگین
مضطر تھی بہت بڑا ہی مہرو
ہر وقت تھا لب پہ ہاے مہرو

کہتی تھی کہان ہے تم شمائل
بیتاب کمال ہے مرا دل
دیدار سے تو نہ اپنے ترساؤ
صورت کسی شکل اپنی دکھلاؤ

کب تلک سہون رنج و درد فرقت
بیتاب بہت دل حزین ہے
دیکھا جو یہ سبز پوش نے حال
ہر بار نہ آہ سرد بھر تو
یہ کہکے چلا وہ دیو پاک سرشت
دیکھا کہ ہی ایک قصر عالی
دعوت مین گئی ہوئی تھی وہ حور
قدرت کا تو دیکھنا تماشا
آفت مین پھنسا ہون اے غزالا
کچھ اسکی نہین مجھے شکایت
بھولا نہین تجھکو مین کوئی دم
ہم تو ہین تری سبب سے محبوس
پہونچی ہی ہماری اب یہ نوبت
سو پڑتے ہین روز مجھپہ کوڑے
کچھ بس نہین سخت بیکسی ہے
سنتا نہین کوئی میری فریاد
مجھسا کوئی سخت جان نہین ہی
کیا تمکو خبر ابھی نہین ہے
لیکن جو نہ اب خبر ہماری
تمسے یہ امید تھی نہ اے ماہ
ہمنی تو کیا یہ سب گوارا
غم یہ ہی کہ غم تجھے نہو دے
اس جینے سے کاش موت آجائے
اس قید سے اب چھڑائیگا کون
پہونچا وہین ماہرو جہان تھا

دیدار کی ہی کمال حسرت
جینے کی امید بھی نہین ہی
سمجھا کر دی ہی اسکا احوال
دو چار دن اور صبر کر تو
ہر ملک مین کی تلاش مہرو
پر صاحب خانہ سے ہی خالی
وان عیش و نشاط مین تھی مسرور
محبوس وہین یہ ماہرو تھا
ظالم سے پڑا ہی مجھکو پالا
لیکن ترے دید کی ہی حسرت
غم اور نہین جو ہی تو یہ غم
جینے سے بھی اپنی اب ہین مایوس
ہر روز ہی تازہ اک مصیبت
ممکن نہین جو یہ جیتا چھوڑے
غمخوار بس ایک بیکسی ہے
ہر ایک ہی مری جانکو جلاد
کس رنج مین آپکا حزین ہے
آو کہ یہ وقت واپسین ہی
کیا آوگی قبر پہ ہماری
ہون ہم تو اسیر درد و غم آہ
کچھ دھیان تمھین نہین ہمارا
فرقت کا الم تجھے نہو دے
جھگڑا یہ چکے کہین بلا جائے
اس گنج ستم کو پائیگا کون
دیکھا تو وہ شوخ نیم جان تھا

گر بعد مرے تم آئے تو کیا
سیماب کی طرح سے تھی بیتاب
کہنے لگا رو کے وہ وفادار
جس شخص کی تو ہی آرزو مین
لیکن نہ کہین سراغ پایا
چھوٹا سا ہی خانہ باغ بھی ایک
بھائی جو اوسے فزای گلزار
معشوق کی یاد مین وہ پرغم
یہ لال پری ہی سخت جلاد
اب تاب نہین فراق کی آہ
کس غم مین ہوئی بسر ہماری
تو نے کبھی بات بھی نہ پوچھی
زنجیرون سے مشکلین بندھی ہین
آتا نہین رحم کچھ پری کو
یہ گوشہ غم ہی اور ہم ہین
اس زیست سے سخت بھی ہماری
کب لیگی خبر مری تو اے جان
جھوٹون بھی کبھی ہمین نہ پوچھا
ہی کون سنے جو حال دل کا
تم باغ مین شکل گل ہو خندان
یان رنج ہی جسم ہی ترے پاس
کیا مفت گئی مری جوانی
جلتی ہین جگر یہ غم کی بھالے
سنتے ہی یہ شاہ جن کی آواز
دم آنکھون مین ہی لبون پہ نالہ

دو اشک بھی گر بہائے تو کیا
موقوف ہوا تھا سب خور و خواب
غم کھاتی ہی کیون تو اے دل افگار
جاتا ہون مین اوسکی جستجو مین
جب لال پری کے گھر مین آیا
آراستہ ہی تمام وہ لیک
بیٹھا تھا مخل وہ دل افگار
چلاتا تھا نام لیکے ہر دم
کرتی ہی کمال زور بیداد
شکل ایک نظر دکھا دے فتنہ
کچھ تو نے نہ لی خبر ہماری
کیا سنگدلی ہی واہ جانی
پانوون مین بھی بیڑیان پڑی ہین
کیا کہتے ہین اس ستمگری کو
یہ قید ستم ہی اور ہم ہین
آتی نہین موت بھی ہماری
اب تو کوئی دم کا ہون مین مہمان
کیا عشق کا ہی یہی نتیجا
کہیے کس سے ملال دل کا
معشوق کو یہ نہین ہی شایان
مرنیکا نہین کچھ اپنے وسواس
ہی مجھپہ حرام زندگانی
ہی روز کوئی کہ دل سنبھالے
کی اپنے مقام پر سے پرواز
کہہ ورد ہی پاس اے غزالہ

نہ بیچون مین ہی وہ گل کو غبار
کوٹھے و نکو نشان ہین نمودار

ای خستہ جگر تو ہی ہی مہرو
مین تیرے نثار اپنا رو تو

کیا حال کیا ترا پری نے
دی مجھکو خبر نہ یہ کسی نے

گھبرا نہ تو اب مین آن پہونچا
مین دوست ہون ای نگار تیرا

فرقت مین ترے ہی محو نالہ
غم مین ترے مرتی ہی غزالہ

سنکر یہ سخن وہ سینہ افگار
کس حسرت آرزو سے یکبار

پھر اوس سے کہا کہانی ساری
کی نقل تمام اپنی خواری

مجھسے یہ پری بہت ہی بدظن
اور نام غزالکی ہی دشمن

مجھکو یہ پری اڑا کے لائی گھر سے
بیٹھے جی وصال ہو نہ سکو

ہون مجرم الفت غزالہ
دیکھون گا مین صورت غزال

رہتا کبھی اوسکے سنگ ہو کر
کستا کبھی منہ پہ پھیر کر تھا

یہ جانتی کہان ہی آخرش سب
اسکو بھی جلھاونگا فراخو سے

ہم لوگونکی بات اسنے کھوئی
ہم قوم کی آبرو ڈبو دی

اس قصہ سے سمجھونگا مین اللہ
ہم سب ہین غلام تیری اے ماہ

اک آن مین وہ مفقود وا نا

غصے سے وہ دیو تھرا کر
بولا اوسکو گلے لگا کر

مین تیرے لیے پھرا ہون در در
ڈھونڈھا ہی کہان تجھکو گھر گھر

ورنہ اوسی وقت تجھکو آکر
لیجاتا یہان سے مین چھڑا کر

یان قید مین تو تو ہی گرفتار
وان مرتی ہی تیری عاشق زار

بھیجا ہوا آیا ہون اوسی کا
دشمن مجھے جان اس پری کا

اوس دیو سے بس لپٹ لپٹ کر
رویا تا دیر وہ گل تر

بولا رو کر کہ اے وفادار
کیا کیا کہدین مصیبت دل آزار

کرتی ہی طلب وصال مجھسے
بغض اسکو ہی اب کمال مجھسے

باپ اوسکا جو یانی جیتا ہی
کوڑے سے مجھے سدا مارتا ہی

سن سنکے یہ حال شاہزادہ
غصہ او سے آتا تھا زیادہ

جتنی تجھے اسنے دی ہی ایذا
جیتا ہون تو لونگا اسکا بدلا

کچھ اپنے کیے کی یہ سزا پائے
اس عیش کا اک مزا نہ پایا

حق نے مجھے تجھسے تو ملایا
مطلب مرے دل کا تو بر آیا

یہ کہکے اوٹھا کی اوس قمر کو
پھر راہی ہوا وہ اپنے گھر کو

گھر مین او سیکا اپنے لیکے پہونچا

وصل شدن ماہرو از غزالہ در خانہ سبز قبا و زاری نمودن لال پری در تلاش او

ساقی مے وصل کا کوئی جام
فرقت کی بہت سہی ہین آلام

شیشے سے نکال پرو کیا ہی
کیا دختر رز بھی پارسا ہی

ساقی پیکر شراب سرخوش
نشہ مین ہون پارسی ہم آغوش

اوس گل کو کسی طرف بھگا کر
بولا یہ غزالہ پاس آکر

اب دلسے ملال اپنے کر دور
محبوب سے ہم بغل ہو اے حور

بولی اوس سے کہ ای خوش آئین
سچ کہتی ہو تم کہ ہم تسکین

بولا یہ سنکر وہ راست گفتار
یہ جھوٹ نہیں ہی غزل نگار

مین اپنے اسے بلند پایا
اوس ماہ کو باپ بیٹے لاتا

چھپتا ہی سنکے وہ دل افگار
چارا انکھیں ہوئین بہم جو

پردون مین ملا ہی یار جانی
کچھ باتون مین خضر زندگانی

ہی آج تو لطف بادہ خواری
طیار ہو بزم میگساری

جب سبز قبا گھر اپنے آیا
مہرو کو بھی ساتھ اپنے لایا

لے مین ترے ماہرو کو لایا
اب تو ترا مدعا بر آیا

سنتے ہی یہ مژدہ شادی ہو کر
تھر تھر لگی کانپنے وہ مضطر

ایسا تو نہین نصیب میرا
جو مجھ سے ملے حبیب میرا

شادی کی خبر کو میرا صاحب
کہتا نہین وہ نغمہ مناسب

پھر کہنے لگا کہ آئے مہرو
شکل اپنی انہیں دکھا کو مہرو

چھپتا ہی دل سے ہو کے بیچھر
بخشش کیا کہ گرسی وہ

مین جسکی ہون مبتلا وہ صورت
ہو اور سے اوسکو یا والفت
اس بات کا غم نہیں [illegible]
تقدیر سے یہی یہی گلا ہے

ہمراہ غزالہ تو وہ سوئے
پر واہ ری کچھ اوسی نہ ہوئے
کس پہ نہ تھی اوس سے آشنائی
یہ سوت مری کہان سے آئی

اس غم مین ہین جان دین نکیونکر
دلبر مرا غیر کا ہو دلبر
کچھ بن نہین آتی ہی مجھے آہ
کیا کہتے ہین اس نصیب کو آہ

کبکی اسے مجھ سے دشمنی تھی
یہ موت ہر سے نصیب کی تھی
گھر و مرا اسکی چھوڑا کر
یہ کو دپڑی کہان سے آکر

کیا پیچھے پڑی ہے ہاتھ دھوکے
پچھتا پا یہ تخم عشق بو کے
تنہا اوسکی عبث سمجھی پڑی ہے
گھبرائی ہوئی ملتی ہے کوئی سر

یہ کہتی وہ زار زار روتی
تسکین کسی طرح نہوتی
بیٹھی تھا جو دریان گلشن
بیٹھی تھی وہان وہ شوخ پرفن

سب پر غم دل جتا رہی تھی
کیا کیا دھدلی مچا رہی تھی
مچلی ہوئی بیٹھی تھی زمین پر
اور ملتی تھی خاک وہ جبین پر

مان کرتی تھی اوسکی لاکھ منت
سمجھاتا تھا باپ بھی بشدت
کہتا تھا کہ جان تو نہ کھو تو
اتنا نہ ہلاک غم سے ہو تو

کرتی ہے عبث یہ آہ و زاری
موقوف کر اپنی اشکباری
ہوتے ایسے ہزار ایک پر تنے
معشوق سبھی کے ہین بچھڑتے

گھبراتی ہے کس لیے تو اتنا
ہم خرچ کرینگے زر ہے جتنا
جسطرح بنیگا لائین گے ہم
تجھسے تو اوسے ملائین گے ہم

جو اوسکو چرا کے لے گیا ہے
جو ہمکو فریب دے گیا ہے
جو ڈھونڈھنے اوسکو جائینگے ہم
ہر گھر مین پتا لگائینگے ہم

پیدا کر دینگے ہم تیرا چور
کیا ہمسے سوا ہے کوئی شہ زور
بپھری ہوئی بیٹھی تھی وہ ایسی
سنتی نہ تھی بات بھی کسی کی

کہتی تھی مجھے کوئی نہ سمجھائے
کھانا بھی کھاؤنگی جو وہ آئے
سمجھاتی نہین مجھکو جا پیاری
لڑکو نسے کر دیہ فقرہ باری

القصہ رہی بدیر تکرار
مان باپ نے اوسکے آخرکار
[illegible]
سمجھا کے غرض کھلایا کھانا

باپ اوسکا تھا قوم بھر مین ممتاز
مشہور تھا نام ولد شہباز
سب کام اوسکو اثر کرنے موقوف
اس فکر مین بس ہوا وہ مصروف

شہپال وزیر کو بلا کر
احوال یہ اوسکو سب سنا کر
بولا سبب چین اپنا نہین ہے
اس غم مین کمال وہ حزین ہے

تدبیر کچھ اوسکی اب بتاؤ
مہرو کا کہین پتا لگاؤ
اس چور نے کیا غضب کیا ہے
گھر مین کسی چرا کے لے گیا ہے

باہر کا یہ چور تھا نہ اے ماہ
بھیدی کوئی گھر کا تھا یہ واللہ
اوڑنے مین جو دیو تیز تر ہین
چالاک بھی جو زیادہ تر ہین

یہ اونکو بلا کے حکم دو تم
بھیدی مرا ہو گیا ہے گم
لائیگا پتا جو دیو اوسکا
انعام وہ پائیگا بہت سا

یاقوت کے اوسکو پر ملینگے
عزت بھی بہت ہے اوسکو دینگے
شہپال نے بس وہی دم آکر
دروازے پہ دیو ونکو بلاکر

شہباز کا حکم سب سنایا
لالچ بھی اونھین بہت دلایا
سنتے ہی غرض یہ حکم شہباز
کی سب نے ہر ایک سمت پرواز

رفتن دیوان برائے تلاش ماہرو و یافتن او را نجانہ سبز قبا و خبر رسانیدن بہ لال پری

ساقی مجھے بھر دے آخری جام
دور مے عیش کا ہے انجام
پی لین جی عیش اور کوئی دم
آخر تو ہین گی خون دل ہم

دنیا کا عجب ہے کارخانہ
رہتا نہین ایک طرح زمانہ
شادی ہے کبھی تو ہے کبھی غم
پیدا ہین عیش و غم ہی توام

مشہور ہے آسمان کا نیرنگ
[illegible] کیطرح بدلتا ہے رنگ
دم بھر جو کوئی اگر ہوا شاد
رکھتا ہے وہ اوسکے بعد ناشاد

دو دن بیٹھے کہین جو ہوکے باہم
بھاتا نہیں عیش سے کسی کا
بلبل جو خوشی سے چہچہائی
گردش اگر اپنی یہ دکھائے
مشہور ہے چال اسکی آڑی
معشوق سے شاد ہو جو عاشق
جسدن کہ ہوئے تھے دونو یکجا
ذوق کبھی کھو دیتے گلون کے
عاشق تو وصال کا طلبگار
اس عیش مین تھا نہ اونکو آرام
ہنستے تھے کبھی نہ کھل کھلا کے
چلتی تھی اگر ہوا بشدت
جو کام کرین کرین نہان ہم
گلزار جہان ہے خوف کی جا
بدلا نہ کہین ہوا س خوشی کا
جس بات کا تھا خیال اونکو
اک دن سر شام ہوکے مایوس
دن بھر تو پھرے پہ شب ہے تاریک
وان دیو اک اپنا آشنا ہے
گھبرا کے غرض بہم یہ تدبیر
پائی تھی جو رنج گردش دشت
نیرنگ جہان کا دیکھو نقشا
قسمت کی بدی سے تھے نہ آگاہ
کہنے لگے دیکھ کر یہ باہم
مہتاب انھین کہین کہ خورشید

وہ بزم بھی کر دی درہم برہم
دشمن ہے یہ کج ادا خوشی کا
مہلت کبھی نالے سے نہ پائی
جیتی ہوئی بازی کو ہرائے
یہ نرد وفا کا ہے کھلاڑی
کر دے اوسے دم مین نا موافق
یعنی کہ وہ مہرو اور غزالہ
ارمان نکالتے دلون کے
معشوق کو ناز سے تھا انکار
آغاز مین تھا خیال انجام
دن یاد تھے دیو کی جفا کے
دلمین یہ سما گئی تھی دہشت
پوشیدہ رہین نہ ہون عیان ہم
صیاد جفا کا یان ہے کھٹکا
گل ہو نہ چراغ عاشقی کا
آخر وہ ہوا ملال اونکو
بولے آپسمین چار دن جا بسوین
ہے سبز قبا کا شہر نزدیک
وہ صاحب خلق بھی بڑا ہے
اوس شہر مین آگئے جو دن بھر
خوش ہو کے ہوئے وہ محو گلگشت
گلزار وہ سبز پوش کا تھا
کوٹھی مین گئے وہ دیو ناگاہ
ان دونون پہ ہے عجیب عالم
کس باغ کے ہین یہ نخل امید

خوش دیکھ کے رشک سے ہو پژمان
گلشن مین ہوا جو خندہ زن گل
راحت کے ہے بعد نشتر رنج
ہر رنگ سے ہے یہ گھات کرتا
بھاتا نہیں اوج اسکو زیادہ
ہمراہ بہار ہے خزان بھی
رہتے تھے کمال شاد باہم
بچھڑے ہوئے تھے جو مدتون کے
ڈرتے تھے مگر دلو نمین ہر آن
صدمے پہ اوٹھایا تھا جو صدہا
راحت کا نہ اعتماد کرتے
آگاہ کہین پری نہ ہو جائے
ایسا نہو ہو ہمین پھر گرفتار
پھر ہم نہ رہین کسی کے بس مین
نخل عشرت نہ پھر قلم ہو
نکلے تھے جو دیو جستجو مین
ہر شہر و دیار اونہنے چھانا
یہ رات بسر کرین وہان ہم
ہے جسسے کمال اوسکو الفت
اک ناکے پہ شہر کے ملا باغ
راحت جو وہان ٹھہر کے پائی
مہرو و غزالہ تھے اوسی مین
کیا دیکھتے ہین کہ چار دن جو یہان
یہ گل نہین قوم انس سے ہین
دیکھین جو غزالہ نے یہ شکلین

کرتا ہے یہ ناز و غمزہ دشمن
گلچین نے سزا دی ہے تا گل
رکھتا ہے نئی ہی بساط شطرنج
شاہون کی ہے بازی مات کرتا
کرتا ہے سوار کو پیادہ
کچھ طرفہ ہے رنگ آسمان بھی
سوتے تھے جدا نہ وہ کوئی دم
ملتے تھے وہ دمبدم گلے سے
نیرنگ فلک کا تھا اونھین دھیان
تھا ہجر کا وصل مین یہ کھٹکا
فرقت کے وہ رنج یاد کرتے
جاگا ہوا بخت پھر نہ سو جائے
سویا ہوا فتنہ ہو نہ بیدار
بلبل کی طرح پھنسین قفس مین
فرقت کا نہ دلکو پھر الم ہو
پھرتے تھے جو اوسکی آرزو مین
لیکن نہ لگا کہین ٹھکانا
ہوتے ہی سحر کے ہون روان ہم
جاتے ہی کریگا سبکی عزت
چار دن گئے اوسمین صبح تا شام
گلشن کی فضا کمال بھائی
کرتے تھے بہم خوشی سے چہلین
اک حور ہے یہ انھین ایک غلمان
شاید یہ ہماری جنس سے ہون
سمجھی وہ مگر لگی یہ کہنے

یہان سنبر قبانے یہ سنا حال
غصّے سے وہ کاپنا بد اعمال
تشویش ہوئی کمال اوسکو
فرقت کا ہوا ملال اوسکو
چھپتا ہوا باغ مین وہ آیا
اون دونون کو بیحواس پایا
کہنے لگی رو کے یہ غزالا
لو بخت نے پھر غضب مین ڈالا
جس امر کا تھا خیال ہمکو
جس بات کا تھا ملال ہمکو
اب سامنا ہے اوسی بلا کا
سامان بندھا ہے پھر جفا کا
دو دیو تو ہین یہان نگہبان
دو لیکے گئے ہین یہ خبر وان
آفت مین پھنسے ہین بھاگ کیا جاہین
پھٹ جاے زمین ہم سما جاہین
کیا چرخ نے ہے یہ ظلم ڈھایا
دو دن کا بھی عیش خوش نہ آیا
اب آتا ہے یہ ہمارے دل مین
کچھ کھا کے ہم اپنی جان دیدین
ذلت نہ اوٹھائی جائیگی اب
واللہ کہ غیرت آئے گی اب
یہ روز کے خرخشے کہان تک
دشمن ہے ہمارا آسمان تک
ہاتھونکو جب اُنکے آگے جوڑا
تب جاکے ہمارا پیچھا چھوڑا
تم تھوڑا سا ہمکو زہر لا دو
اس روز کے رنج سے چھڑا دو
آفت ہے یہ گو کہ ہمنے ٹالی
پر کوئی بلا ہے آنے والی
جب اوسنے سنا یہ حال سارا
بولا کہ پھر اسمین کیا ہے چارا
کسواسطے اتنا ہو ہراسان
اللہ تمھارا ہے نگہبان
تم دونو ہو ساتھ میرے سر کے
چھوڑونگا تمھارا ساتھ مرکے
گر قصد فساد وہ کرے گی
موجود ہون سب طرحسے مین بھی
یہان بھی نہ ذرا درنگ ہوگی
پھر اچھی طرحسے جنگ ہوگی
جیتے جی تو مین تمھین نہ دونگا
پھر جایگا جب کہ مین نہ ہونگا
اب زہر تمھاری کھائے پاپوش
کچھ دلمین ملال لائے پاپوش
دلمین نہ خیال اور تم لاؤ
بیٹھی رہو اوسپہ کچھ گھبراؤ
منصف ہے بڑا تمھارا اور
ناحق یہ پری ہے ہم پہ جو جور
مرجانے سے ہوگا فائدہ کیا
گھبرانے سے ہاتھ آئیگا کیا
اون دونون کا تو بیان سنا حال
اب دیو ونکا سنئے اک ذرا حال
وہ ہانسے گئے جو خبر لیکر
بولے یہ پری سے مژدہ دیکر
قیدی کا تمھارے ہم پتا لائے
کام اپنا تو سب درست کر آئے
دو دیو تو اونکے ہین نگہبان
ہم لیکے خبر یہ آئے ہین یان
جو کچھ کہ کیا ہے ہمسے اقرار
انعام وہ اب دلائے سرکار
یاقوت تھا اوس غریب کا نام
دلوا کے بہت سا اوسکو انعام
یاقوت کے پر کیے عنایت
فرمایا اوسے بصد شفقت
دم بھر نہ ٹھہر یہان تو جا جلد
اور باندھ کے مشکین اوسکی لا جلد
معشوق جو اوسکی ہے غزالا
اوسکی بھی پکڑ کے چوٹی لانا
وہ بت تو یہ دے رہی تھی پیغام
اور غیظ سے کانپتا تھا اندام
اس عرصہ مین آیا لال شہباز
دی بیٹی کو دور ہی سے آواز
اے لال پری تجھے ہے کچھ خبط
غصّے کو تو اپنے کر ذرا ضبط
آسان نہین اسطرحسے لانا
مشکل ہے بڑا اسکے گھر مین جانا
انجام تو پہلے سوچ لیجے
اسکا کیجے بعد حکم دیجے
وہ بھی لاکھون مین ایک گر کے
پچھتائے گی پھر تو فکر کرکے
گر غصے ہوا وہ عازم شر
تبلاؤ تم اوس سے ہوگے کیونکر
پھر ہوش و حواس ہونگے گم
دانتون تلے زمین پکڑوگے تم
پھر بن نہ پڑیگی کوئی صورت
جز اسکے کہ ہوگی ندامت
آپسمین صلاح کیجے کر لو
پیغام سمجھ کے اوسکو بھیجو
منگواؤ تم اب دوات و خامہ
لکھ بھیج طلب مین پہلے نامہ
دیکھو تو ارادہ اوسکا ہے کیا
لکھتا ہے جواب کیا وہ اسکا
دونونکو وہ بھیج دیوے تو خیر
کسواسطے مول لیجیے بیر
ورنہ نہ چھین لین بزور شمشیر
بہتر نہین اس سے کوئی تدبیر
بیفائدہ ہے یہ غصّہ و قہر
[illegible]
پھر وہ غزالا کو جو پاتا
تم شوق سے سولی پر چڑھاتا

سب دل سے چھوڑنا تم | پر سنگ سے اونکے توڑنا تم
سمجھایا اوسے بحسن تدبیر | ٹھہری کہ کرو کچھ اوسکو تحریر
آپس میں غرض صلاح کر کے | منگوا کے قلم دوات اوسنے
کچھ سوچ کے بس اوٹھا کے خامہ | آغاز کی ابتدائے نامہ
پہلے لکھی حمد کبریا کی | پھر نعت رقم کی مصطفیٰ کی
بعد اوسکے رقم کیا کچھ القاب | پھر لکھا یہ اوسنے لکھ کے آداب

نامہ فرستادن لال شہباز نزد سبز قبا در طلب ماہرو و درخواست جنگ

اے مشفق و مہربان سلامت | وے مخلص جان فشان سلامت
من بعد سلام دوستانہ | لکھتا ہوں پیام دوستانہ
اب مژدۂ خیریت طلب ہوں | مشتاق تمہارا روز و شب ہوں
تم نخل ریاض دوستی ہو | تو بادۂ باغ آشتی ہو
سرچشمۂ اختلاط ہو تم | اور منبع انبساط ہو تم
تم رونق بزم دوستان ہو | تم مخلص خاص بیگمات ہو
گلزار جہان کی تم ہو رونق | نام آپکا سبز پوش سے ہے مشتق
ہمتاز رہو تم انس و جان میں | پھولو پھلو گلشن جہان میں
گلہائے مراد سے رہو شاد | حق رکھے تمہیں ہمیشہ آباد
ہر دم رہو تم جہان میں خرسند | نخل عشرت رہے برومند
ہے سبز قبا یہ اسم سامی | سرسبز رہو بہ شادکامی
اوصاف تو آپکے لکھے سب | اب کرتا ہوں یا نفس شرح مطلب
ہے صورت حال یہ برادر | ہے لال پری جو اپنی دختر
رکھتی ہے وہ ماہرو سے الفت | وارفتہ ہے اوسپہ یہ بشدت
منظور مجھے بھی اب یہی تھا | کردوں میں اوسی سے عقد اسکا
لیکن وہ غزالہ پر فدا ہے | سحر اوسنے کچھ ایسا کر دیا ہے
ہو اوسکے نتھا قرار دم بھر | ہر وقت وہ نام تھا زبان پر
شادی پہ ہوا نہ وہ رضامند | کیں چشم نمائیاں بھی ہرچند
سمجھایا بھی اوسکو سیکڑوں بار | اس دھیان سے ہے ہٹی آخر کار
پہونچائے طرح طرح کے آزار | زنجیروں میں بھی کیا گرفتار
انکار سے اپنے تا باز آئے | انسان ہے ابھی کچھ سمجھ جائے
ہرگز نہ کیا قبول اوسنے | دل سبکا کیا ملول اوسنے
لیکن یہ گلا ہے تمسے صاحب | یہ بات نتھی تمہیں مناسب
جو لے گئے اوسکو تم یہاں سے | افزوں ہے ملال یہ بیان سے
میرا بھی کیا نہ اک ذرا پاس | ایسا تمہیں اوسکا ہو گیا پاس
ہمسے بھی غزالہ کیا سوا تھی | لیکن وہ تمہاری آشنا تھی
حق دوستی کا یہی ہے صاحب | اتنا نکرو اوسے مصاحب
ہم کرتے ہیں اب بھی دوستداری | منظور خوشی ہو گر ہماری
لازم ہے تمہیں یہ مشفق من | کرتے نہیں دوستوں کو دشمن
پڑھتے ہی مرا نیاز نامہ | لکھوا کے اک اوسپہ باز نامہ
ماہرو و غزالہ کو بہر طور | کر دیجئے ایدھر روانہ فی الفور
الفت رہے تا مجھے تمہاری | ہوتی ہے بہت دلوں میں یاری
گر تمنے غزالہ کو نہ بھیجا | تو رنج مجھے نہ ہوگا اتنا
ماہرو کو مگر بغیر حجت | کر دیجئے گا ادہر کو رخصت
کہنا یہ اگر نہ مانیے گا | آیا ہوا ہمکو جانیے گا
پھر ہم بھی نہ کچھ اوٹھا رکھیں گے | جس طرح بنے گا تمسے لیں گے
افواج پہ تم اگر ہو مغرور | تو دل سے یہ اپنے رکھیے گا دور
سوجھا سوا ہے تمسے یہاں فوج | گردوں سے زیادہ ہے مرا اوج
کچھ اور خیال تمکو گر ہو | کیا مال سمجھتا ہوں میں تمکو
منظور نہ یوں اگر کروگے | تلوار کے زور سے تو دیگے
جب تمنے نکی ہماری خاطر | پھر میں بھی ہوں [illegible] حاضر
ناہر میں کسی طرح ملین ہوں | یہ جان لو [illegible] ہوں

جب لکھ چکا یہ وہ حال سارا — سرنامہ پہ نام اوسکا لکھا
بگزشتا ازو چو دیو خط را — در طبع نماند هیچ خطرا
کلغی کی طرح سے وقت رفتار — اوس نامہکو کرکے زیب دستار
گلزار مین سبز پوش کے آئے — جاکر اوسی کورنش بجالائے
اوس خط کی بہت کی اونسی تکریم — کی جھک کے مودب اونکو تسلیم
کیا کیجیے اسپہ زر تصدق — زیبا ہی کرون جو سر تصدق
کشتی مین طلاکے خط کو رکھکر — رکھا اوسے تخت کے برابر
منبر پہ گیا وہ نامہ لیکر — پڑھنے لگا حال اوسکا فرفر
وہ نامہ بر ونکو بھاری خلعت — اور کہ کہ یہ اونسے کردو رخصت
قاصد ہوے اوسطرف کو راہی — دانش نے یہان یہ بات چاہی
مضمون خط اونکو بھی سنا کر — حسرو و غزالہ کو بلا کر
بجتیے جی نہ تمپر آنچ آئے — سر جاے مگر نہ بات جاے
کرتا نہین کچھ بھی دلمین انصاف — آمادۂ جور و ظلم ہی صاف
خبط اسکو ہی یا ہوا ہی مجنون — کرتا ہی جو بیگناہون کا خون
لکھ بھیجیے اب جواب معقول — مردود ہون اسمین خواہ مقبول
پھر سوچ چکے کچھ اوٹھا کے اک فرد — لکھنے لگا یہ وہ جوان مرد

دونون ان اونہین ویو دونکو بلاکر — خط دیکے کہا کہ وہ یہ جا کر
وہ تشقہ خاص سر پہ رکھا — ہٹ کر گیا وہ دو قدم پہ مجرا
راہی ہوے دونو تیز رفتار — اک آنکی آن مین صبا وار
خط دیکے اوسے یہ بولے باہم — ہین لال پری کے ایلچی ہم
پہلے اوسے آنکھون سے لگایا — بعد اوسکے زبان پر یہ لایا
ہمسر بخدا نہین ہون اونکا — اک بندۂ کمترین ہون اونکا
سونیکا منگا کے ایک منبر — منشی سے کہا پڑھو اسپہ جاکر
مضمون سنا جو خط کا سارا — دستور سے یہ کیا اشارا
مین اوسکا جواب بھیج دونگا — ہوویگا جو کچھ وہ دیکھ لونگا
لکھ دو یہ جواب پوست کندہ — جب بندہ تھا اب نہین ہون بندہ
بولا ہی مجھے تمھاری خاطر — مین جنگ کو بھی ہون اونسے حاضر
لیکن ہون یہانہین سخت حیران — ایسا تو نہین یہ شخص نادان
کچھ خوف خدا اسے نہین ہی — کچھ شرم و حیا اسے نہین ہی
بالفرض وہ شاہ ہی ہمارا — پر ظلم نہوگا یہ گوارا
فرمایا لکھو جواب خط کا — مضمون ہو اسمین اس نمط کا

جواب نامہ

حمد احد و نعت احمد — پھر وصف علی و آل امجد
اے ظل الہ و پادشاہا — وے خسرو ملک و دین پناہا
اے قبلۂ احتیاج مندان — وے کعبۂ جملہ مستمندان
شفقے نے جو یان ورود پایا — ناچیز کو رتبہ ہاتھ آیا
عزت مری ہوگئی دو بالا — قائم رکھے تمکو حق تعالی
ہی لال پری مری خوزادی — عالم کی ہی وہ تو شاہزادی
وہ تو گل باغ سلطنت ہی — وہ ماہ سراج سلطنت ہی
ہمسر جو غزالہ ایک ناچیز — شہزادی کے آگے ہو یہ کیا چیز

القاب لکھو جو بر رہا کے سب سے — آداب لکھا جو [illegible] ادب سے
اے مالک تخت و تاج عالم — اے رافع احتیاج عالم
افزون ہو ہمیشہ جاہ و اقبال — دشمن ہے مثل کاہ پامال
کرتا نہین مین زمانہ سازی — کی آپنے کمترین نوازی
حق آپکو دیر گاہ رکھے — بندہ مجھے ہمکو شاد رکھے
بیشک ہی وہ نور چشم حضرت — اللہ رکھے اوسے سلامت
مہتاب کو ہمسری کہان ہی — وہ مہر سپہر عز و شان ہی
کیا لال پری کی ہو یہ ہمسر — [illegible]

مہرو کو جو مین یہان لے آیا
کرتا ہی پھیر عشق کو ئی
لکھتا ہی جواب پھیر جو خادم
انصاف کرین جو دل مین حضرت
مشہور مثل ہی اک تو چوری
پکڑی جسکی او تار لیتا
سمجھا مین کچھ اوسکو پیر و مرشد
مہرو سا حسین و خوبصورت
عورت اپنے چھوڑ دی ہی دختر
جس حور کو چاہیے وہ لے آئے
انسان سے کرتی ہی جو دلشاد
غیرت بھی حضور کو نہ آئی
دن تو ہو مین آپکا نمکخوار
ہون میان نے اپنے مین جو مسلم
کچھ اور نہ دل مین و میان لانا
کچھ ہوا اگر امتحان کا دھیان
نہی نہین کوئی شیخی کرتا
بلکہ عرضی مین یہ مضامین
بلوا کے اوسے وہ نامہ دیکر
لیکن پھیر کر شتاب آنا
پاس اوسکے گیا غرض وہ شوخ
انداز غضب سی تنتنہ ہوا لال
جب لال پری نے پڑھا تا حال
کرتا ہی جو بیا پری کا دعوی
بھیجے کچھ اوسی کو تحفہ [illegible]

صحبت کے نہ قابل اوسکو پایا
تمنے تو خود آبرو ہی کھوئی
گو لفظ ہین اسمین نا ملائم
لکھتا ہون نہین بہر حفظ حرمت
اور استقدر او سیہ سینہ زوری
اور لٹے و ہمکی اوسیکو دینا
زیبا نہین اسمین آپکو کہہ
دیکھے سے جسے ہیول کو حیرت
کیا آپکی لاڈلی ہی دختر
بھڑوا انھین بیچ کا بنائے
جڑتا نہین کیا اوسے پہنزاد
اللہ ری حسن و بیحیائی
رعب اپنا اگر دکھا ہی سرکار
اک ضرب مین وہ ہو اگر سلام
آگاہ ہی جسے اک زمانا
اک ہی یہی گوی ہی میدان
بھاتا نہین یہ خدا کو غرا
ملفوف کیا یہ حسب آئین
فرمایا کہ جلد جا تو لیکر
وہ دیو ہوا غرض روانا
تسلیم کی دیکے نامہ اوسکو
استادہ بدن کے ہو گئے بال
تھرانے لگی وہ زہرہ تمثال
[illegible] اوسکو بھی ہی کا دعوی
تا [illegible] کہ یہ کوئی تقصیر

انسان کہان کہان پریزاد
معشوق جنکو یون کوئی ہی لکھتا
آداب کے بھی خلاف ہی اب
منظور فقط ہی خیر خواہی
پس خوردہ تو ہر کسی کا کھانا
پریون کا یہی ہی کیا طریقہ
ہمقوم مین ہو جسے گا بدنام
اوس پر یہ جفائین اور بیداد
کھل کھیلی ہی وہ نگار اچھا
اس امر مین ہی تمھی ہو جو کڑھے
کیا تمنے سمجھ کے خط یہ لکھا
پھر اسپہ یہ دو جنگ کا ہی
تو شیر سے بھی نہین ہین ہم کم
جرات اسی منھ یہ کیجیے گا
مشہور بہادری ہی اپنی
صولت اپنی اگر دکھاؤن
اکثر گذرا ہی یہ نظر سے
اک اونہین تھا دیو برق پیکر
شہباز کو جاکے تو یہ دینا
اک دم مین وہ قاصد سرفراز
مضمون پڑھا یہ اونسی جسدم
پاؤن سے وہ شاہ کی تا فرق
فرمانے لگی خدا کی قدرت
قاصد کو دیکے سزا کیا
قاصد سے کہا کہ جا یہ کہتا

پریونکا کرو نہ نام برباد
ہیرا کوئی یون بھی ہی پرکھتا
پہ غرض یہ صاف صاف ہی اب
ہی محض خلاف شان شاہی
شہزادگی اسپہ پھیر جتانا
جو کر رہی ہی یہ بے سلیقہ
بد بات کا نیک کب ہی انجام
کرتا نہین یہ تو کوئی جلاد
دی ہی یہ اجازت آپنے کیا
تم باپ ہو اوسکے یا کہ بھڑوے
حرمت کا کیا نہ پاس اصلا
دعوی یہی پاس ننگ کا ہی
رستم کا بھی کردین دم مین قیمہ
ہمسے مہرو کو بھیجیے گا
معروف تہوّری ہی اپنی
فوجونکو مین منزلون بھگاؤن
جو گرجے ہین وہ نہین ہین برسے
تھا نام بھی اوسکا ماہ پرور
انعام جو کچھ دے تو نہ لینا
وان پہونچا جہان تھا لال شہباز
شہباز ہوا کمال برہم
آب خجلت مین ہوگیا غرق
لو اوسکو بھی یہ ہوئی لیاقت
بیجا ریکی اسمین ہی خطا کی
[illegible]

تو قصہ تو ہوا ادھر کو راہی
یاں حکم ہوا کہ فوج شاہی

صیقل لگی ہونے جمدھرون پر
رکھی گئی باڑھ خنجرون پر

یکجا ہوئی فوج جمع جس دم
اسباب بھی ہوچکا فراہم

دہنے تو پیادے بائین سوار
آگے وہ سجے ہوئے سپہدار

آراستہ ساری فوج جنگی
وہ وردیان سبکی ہفت رنگی

ہاتھون مین نشان وہ نمودار
اوڑتے ہوئے وہ پھریرے زرتار

کس شان سے پھر وہ سواری
تھی لال پری کی بھی عماری

تھی یاں تو روانگیئ لشکر
پہونچا وہان جاکے ماہ پرور

یاں سبز قبا نے دل مین ٹھانی
ہمقوم کی کیجے مہمانی

ٹھہرا چکا جس گھڑی یہ تدبیر
ہر اک کو کیا خط اونسے تحریر

ہے فوج ہمارے پاس کمتر
ہم اوس سے نہو سکینگے سر بر

تم سبکی ہے میرے گھر مین دعوت
ہمقوم کی چاہیے حمایت

لازم ہے کہ آؤ جلد پہونچو
کھانا وہان کھا کے تم لڑنا

فی الفور ہوئے وہ سب روانہ
تھا اونپہ حرام آب و دانہ

آمادۂ جنگ تھے بہادر
اک ایک تھا اونمین کے بہادر

وہ آئین تو بیچ ہی مین جالو
چیونٹی کی طرح سے پیس ڈالو

یارب مرے بھائی کو بچانا
ہجر اسکا نہ تو مجھے دکھانا

احسان کیئے ہین اسنے کیا کیا
آرام دئیے ہین اسنے کیا کیا

مہرو کا بھی ہو نہ بال بیکا
نقصان نہو فوج مین کسیکا

عجلت سے ہوئے جنگ طیار
سجنے لگے سب سپاہ ہتیار

نیزے بھی ہر اک نے دیکھ بہالے
خیمے بھی وہ سب لگالے

القصہ ہوا سوار وہ شاہ
کس شان سے تھی وہ فوج ہمراہ

ہاتھی پہ سوار لال شہپر
گھوڑون پہ جلیس یار و مساز

پھرتا ہوا سر پہ چتر شاہی
ڈوبے ہوئے لوہے مین سپاہی

ہوتا ہوا آگے آگے ڈنکا
آوازہ وہ اوسکی رعد آسا

القصہ یان تکلف و اوج
راہی ہوا اوسطرف مع فوج

اور سبز قبا نے سب کہا حال
یعنی آتا ہے وہ بد افعال

اسطرح سے سبکو جمع کیجے
شہباز کو قتل و قمع کیجے

شہباز کا میرا سامنا ہے
غیرت کا جہاز تھامنا ہے

ہان بھائیو ہارنا نہ ہمت
واللہ یہ ہے مقام غیرت

آ پہونچا وہ تم بھی جلد آنا
خط پڑھتے ہی ہو جیو روانا

پہونچا جو اونمین پیام نوبت
کس کس کی غرض بیان ہمت

آئی غرض اونکی اسقدر فوج
اللہ رے اسطرح بحر پر موج

اک ایک کے دل مین یہ ارادہ
جرأت کرین سب سے ہم زیادہ

یان حال غزالہ کا تھا ابتر
کہتی تھی یہ بار بار رو کر

آئی جو بلا ہو مجھ پہ وہ آئے
یہ شیر نبا کی جان بچ جائے

سنو ہوتے مرے اگر برادر
قربان مین کرتی اونکو اس پر

اس قصے کو سنئے بس چھوڑا
اب جوگی کا حال سنیئے تھوڑا

اضطراب نمودن جوگی در خانہ پرسہ پریزاد و خبر یافتن از مقام غزالہ

کس جوش پہ ہے بہار ساقی
بے مے نہین اب قرار ساقی

بے نشہ ہو جین جیکو کیا خاک
اک عرصہ ہے دختِ رز کی اک

گھبراتا ہے اب تو جی ہمارا
صحبت یہ نہین ہے اب گوارا

اک لمحہ نہ تھا قرار اوسکو
سمجھاتے تھے سب ہزار اوسکو

روتا تھا کبھی تو گاہ نالہ
ہر وقت زبان پہ تھا غزالہ

دے ساغر جام کوئی کہ جی ہو مسرور
تا رنج خمار دل سے ہو دور

رکھی تو ہمارا قصہ یہ ہے
پانی سے بھی بدلے پیجیے مے

کہتے ہین کہ جوگی رات ودن
دیدار غزالہ کا تھا خواہان

سنتا تھا مگر نہ وہ کسی کی
پر بے اونکی حرام زندگی تھی

اک روز کمال آزردہ سے
رو رو کے کہا یہ مشکبو سے

مزاق دکھلاوے شمع مینا
ستارہ منحوس کا ہو نہیں مینا

اس فصل مین گو کہ ہوں تہیدست
پر صاحب ظرف ہو تو ہے نہیں سست

اک صورت غنچہ دل کھلے گا
طالب مطلوب سے ملے گا

طے کرکے غرض مسافت راہ
اوس شہر مین جاکے پہونچا وہ ماہ

جوگی کی خوشی کا کیا لکھوں حال
بیحد خوش تھا وہ ماہ تمثال

قسمت کی تو دیکھنا برائی
کسوقت مین وہان ہوئی رسائی

افواج کی بندوبست مین تھا
فکر فتح و شکست مین تھا

اک سمت پہ بحر مار رہا تھا
تدبیرین کیسی بتا رہا تھا

ہر جا سے کمک منگا رہا تھا
فوجون کا لگا ہوا تھا تانتا

اوسوقت کمال تھا وہ مضطر
بولا گھبرا کے وہ دلاور

بولی اونمین سے اک پریزاد
سنئے تو کہین ہم اپنی روداد

ہم تینون تو قوم کی ہین پریان
یہ ساتھ ہمارے ہین جو انسان

اس مرد ستم زدہ کو حضرت
دیدار غزالہ کی ہے حسرت

گل پیرہن اوسکو کہتے ہین سب
درویشی سے اب ہو ملقب

جوگی اسیواسطے ہوا ہے
اب اوسکا بیان پتا لگا ہے

صاحب کی کمک کو آئی ہین ہم
فوج اپنی بھی ساتھ لائی ہین ہم

یہ وجہ ہے اوس سے دشمنی کی
قاتل ہے غزالہ سی پری کی

یہ کہکے گیا غزالہ کے پاس
فرمایا کہ اسے امیر سواس

ہمراہ ہین اوسکے تین پریان
کچھ فوج وہ لیکے آیا ہے یان

کہتا ہے وہ مرد نیک انجام
پہونچا دو غزالہ کو یہ پیغام

سنتے ہی کہا کہ جلد تر جاؤ
وہ ابن وزیر ہے مرا لاؤ

تسلیم کی چارون نے ادب سے
خوش ہوکے ملی وہ ماہ سب سے

جوگی کو گلے لگا لگا کر
رونے لگی غل مچا مچا کر

مدت سے بھی پھر ملا وہ ناکام
خوش روح ہوئی تو دلکو آرام

اوس دیونے جو کئے تھے احسان
رو رو کے بیان کئے سب اوس آن

بیٹے نینک کیفیت مجھے اب
سوجتے کی کبھی نہ راہ مطلب

احسان تیرا کبھی نہ بھولون گا
قسمت مین ہین نقد ہوش و خوشی

آگے جا سوتے ہین دو پری گی
یعنی کہ غزالہ اور جوگی

جب سبز قبا کے باغ کے پاس
وارد ہوئے چارون کشتۂ یاس

آتا تھا یہ کہ گھڑی وہ مایوس
یارب کہین جلد ہون قدمبوس

جسوقت کہ سبز پوش ناکام
کرتا تھا لڑائی کا سرانجام

کرتا تھا وہ انتظام لشکر
سمجھاتا تھا لوگ معتبرون پر

گرد فوج مین باندھتا تھا لشکر
پھرتا تھا ادھر اودھر وہ مضطر

پاس اوسکے گئے وہ چار خوش ذات
جب سبز قبا سے کی ملاقات

تم لوگ ہو کون نام کیا ہے
کیون آئے ہو مجھسے کام کیا ہے

پروردہ ہے داستان ہماری
صورت یہ ہے مہربان ہماری

اس شخص کی ہین کنیزین سب ہم
یان آئے ہین ہے فقط یہ مطلب

اوس گل کا یہ ہے وزیرزادہ
ان دونون مین ربط تھا زیادہ

بچھڑا ہے اوسی سے یہ جدا ہے
مدت سے یہ اوسکو ڈھونڈھتا ہے

ہم تینون ہین اوسکی دلسے عاشق
اور وہ یہ غزالہ پر ہے شائق

ہین لال پری کے ہم جو ہمسن
وہ بھی ہے کمال جیسے باطن

اوس دیونے پایا جب سہارا
فرمایا کہ گھر ہے یہ تمہارا

اک مرد فقیر ہے دل آرام
گل پیرہن اوس فقیر کا ہے نام

دروازے پہ باغ کے کھڑا ہے
مشتاق تمہارے ملنے کا ہے

جھٹ پٹ مین ہے جوگی ساتھ چیلا
حاضر ہے حضور کا وہ چیلا

پھر سبز قبا شتاب آکر
ان چارون کو لیگیا بلا کر

آگے ہی جو دیکھی اوسکی صورت
جوگی کو خوشی ہوئی نہایت

مان باپ کا اپنے حال پوچھا
ہمصحبتون کو تمام پوچھا

حال اپنا کہا غزالہ نے پھر
فرصت نہ دی آہ و نالے نے پھر

پھر کہنے لگی وہ ماہ پیکر
افسوس کی جا ہے اے گل تر

تم ہمسے ملے ہو آکے کسوقت
سچ اور نہین یہ غم ہے لیکن
اس جنگ پہ فتح یاب ہووے
اللہ ہے حامی و مددگار
ای غیرت ماہ فتح ہوگی

جانو نہ بنی ہوئی ہے جسوقت
ہے سبز قبا ہمارے محسن
دشمن اسکا خراب ہووے
لشکر ہے ہمارا ساتھ جرار
انشاءاللہ فتح ہوگی
فوجین ہوئین آکے ایکجا جب

مسرور بھی ہم نہو سکے یا ہو
ہر دم ہے دعا یہی خدا سے
پریون نے کہا کہ غم نہ کیجے
جانین اپنی لڑائینگے ہم
پریون نے پھر الغرض او سیدم
سامان لڑائی کا کیا سب

اللہ اب آبرو بچاے
محفوظ رہے یہ ہر بلا سے
تسکین ابھی انہے دلکو دیجے
سیر جرات دکھائینگے ہم
ہر سو سے سپاہ کی فراہم

جنگ نمودن سبز قبا با لال شہباز و کشتہ شدن آن سگ

ساقی کوئی جام مے پلا دے
کیا آج ہے ولولہ ہے دلمین
نامرد بھی سنکے مرد ہوجاے
بزدل جو ہو وہ دلیر ہوجاے
اس رنگ سے ہو بیان لڑائی
جانبازونکی یہ بھی داستان ہے
جرار و دلیر و صف شکن سب
ہوتی ہوئی چھیڑ چھاڑ باہم
نشہ مین بہادری کے سرشار
تیغون کے وہ ہاتھ جب ہلاتے
چشمک آپسمین کرتے جاتے
زورون پہ چڑھے ہوے تھے وہ سوار
اوس فوج کا دیکھ دیکھ کر دل
اک ساکن شہر کا تھا ریلا
کیا کیا تھا جوان اونمین صف
دوالہ تھے جری نیے ہوے سب
تلوارون کے قبضے چومتے تھے
ہنگ اپنی انہین دکھائینگے آج

پھر جانے ہے تو شیر ہو لڑائی
جرات ہے ہماری آب گل مین
رستم کا فسانہ گرد ہوجاے
روباہ مزاج شیر ہوجاے
سامع کہین واہ رے صفائی
آرایش جنگ کا بیان ہے
دریاے سلح مین غوطہ زن ہے
کرتے ہوے سب نگاہ باہم
جام مے مرگ کے طلبگار
ہر تیغ سے آنکھ سب ملاتے
تلوار وہ تکو تول کر دکھاتے
رستم سے بڑھے ہوے تھے [illegible]
اک شہر مین پڑگئی تھی ہلچل
گویا کہ لگا ہوا تھا میلا
اک قدرت حق کا تھا تماشا
مشتاق عروس مرگ تھے سب
کیف جرات سے جھومتے تھے
تلوار ہم انکو منہ پہ کھائینگے آج

رندونکا ہے جنگ کا ارادہ
لون میان سے اب مین تیغ خامہ
ہر ایک کو شوق جنگ ہووے
لان تیغ زبان دکھا دے جوہر
سہرا سبکی روح سننے آے
کس شان سے آئی فوج شہباز
آگے تھا سوار لال شہباز
چھلین آپسمین [illegible]
دستار سپہ گری کی [illegible]
آپسمین [illegible] وہ کرتا
جوشن [illegible]
تھی لال پری سوار پیچھے
ہر ہر دشجاع نعرہ زن تھا
کشت و خون جونکی کیا مین لکھون
دان سبز قبا کی فوج مین بھی
اک کرتا تھا مشق نیزہ بازی
بیٹھین دلونمین تیغ زن تھے
سینونمین ہمارے تا کہین دم

ہو برہنہ تیغ موج بادہ
اس رنگ سے لکھون جنگنامہ
زن کے دلمین امنگ ہووے
اب نیزہ کلک کو علم کر
بزدل کی بھی جنگ بھول جاے
ہر ایک تھا اونمین مرد جانباز
اور گھوڑون پہ [illegible]
نیزہ تشنیع [illegible]
یکتا اک ایک بانکپن مین
گھوڑے جنکو تھا دورون پہ [illegible]
[illegible]
کچھ فوج کی تھی قطار پیچھے
[illegible]
فوجین [illegible]
طیاری جنگ ہو رہی تھی
چمکاتا تھا کوئی اپنا تازی
مردانہ زبان پہ یہ سخن تھے
تلوار [illegible]

گزرہ نکی تو تھی کسی طرف مار
گھمسان کی چل رہی تھی تلوار
خالی ہوئے تیرونکے بھی ترکش
پیغام اجل تھی اونکی صمصام
کس شان سے لڑتے تھے دلاور
اقبال تو ماہرو کا دیکھو
کشتون پہ تڑپ رہے تھے کشتے
ناگاہ بگڑ گئی لڑائی
کس حسن سے اوسنے رنگ بدلا
ترچھا بھی ذرا نہ دو بدلا اوسا
غل فوج مین پڑگیا یہ ایکبار
اوسدم ہوئی فوج سب بے اوسان
نقارہ فتح یان بجایا
ہاتھ اونکے لگی بہت غنیمت
پھولے نہ سماتی تھی غزالہ
زخمی جو لڑائی مین ہوئے تھے
منصب دیا اک کو ایک کو راج
کرتے تھے دن بھر تو حکمرانی
جلسہ رہتا تھا ایک دن رات
ملنا وہ کبھی کبھی رکاوٹ
جھڑکی کا کبھی وہ طعنہ دینا
اوسکا بھی وہ تیوریان بدلنا
ہوتا کبھی اختلاط باہم

تلوار پہ پڑ رہی تھی تلوار
تیرونکی کسی طرف تھی بوچھار
مارے گئے سیکڑون ہی سرکش
برق خاطف کا کرتی تھی کام
اللہ تھا بس نصیر و یاور
یان دس ہوئے قتل تو وہان نو
لاشونکے لگے ہوئے تھے پشتے
شہباز کی موت جبکہ آئی
مارے جو لپک کے ایک تلوار
دم مین ہوئی روح واصل النار
جو مارا گیا اب اونکا سردار
ٹھہرے نہ قدم کسیکے یکجان
مرہم دل ریش پر لگایا
سبکو ہوئی لوٹ وہ غنیمت
کرتی تھی بہت خوشی غزالہ
ہونے لگے پھر علاج اونکے
سردارونکو بخشا تخت و تاج
شب کرتے بسر بشادمانی
کس عیش سے کاٹتی تھی دن رات
ہر بات مین ہر گھڑی لگاوٹ
وہ چٹکیان اوسکی دلمین لینا
گرمی ظاہر مین دلمین جلنا
پڑتی کبھی ارتباط باہم
گردش جو فلک نے پھر دکھائی

برچھا مارا کسی نے ہٹ کر
مارا جسکو خدنگ خونخوار
ہر ایک پہ پڑی یہ تیغ گھری
اللہ رے تیغ کی روانی
مرنے کا نہ خوف انھین تھا مطلق
مین کیا کہون رنگ رزم کیا تھا
جنگاہ مین بحر خون رواں تھا
اوسوقت بڑھا کے اپنا گھوڑا
دو ٹکڑے ہوا وہ لعین ناپاک
اک شور تھا چار سو کہ احسنت
یان جانے نہ پائین بد خو
لیے سر کے اڑے ہی کوئی کب فوج
بجنے لگے پھر تو شادیانے
اوسوقت تھا شاد کیا ہی مہرخ
خوش رکھا سب انھین تئین پریان
انعام دیا دلاورون کو
پھر عیش مین سب ہوئے وہ مشغول
ہر طرح کا عیش انھین تھا حاصل
جرگی پہ وہ مشکبو کا مرنا
وہ ناز و نیاز مشکبو کا
ہر بار رکھائیان جتانا
چہلین کبھی گاہ قہقہے تھے
تقدیر کی دیکھنا بدی کو
راحت بہادر انھین نہ راس آئی

بڑھ کر مارا کسی نے خنجر
سینے سے دوسار تا بہ سوفار
سر پہ پڑی تیغ تیز ٹھہری
جسپر پڑی پھر نہ مانگا پانی
ناحق ناحق ہے اور حق حق
میدان وہ دشت کربلا تھا
اوس فوج مین شور الامان تھا
اک سبز قبا پہ ہاتھ چھوڑا
گر کر گھوڑے سے بر سر خاک
خرسند ہوا بہت وہ بانو نت
ٹاپونکے تلے اب اونکو روندو
آخر کو ہوئی فرار سب فوج
رحم اون پہ کیا غرض خدا نے
اک شور تھا تہنیت کا ہر سو
جنگی بھی مثال گل تھا خندان
خلعت ملی اونکے افسرون کو
پھر فرزند تھا یہ اونکا منصور
تھا جمع ہر ایک فن کا کامل
اور چھیڑ کے گفتگو وہ کرنا
وہ چھیڑنا اوسکو ماہرو کا
باتون مین کبھی اوسے بنانا
بلبل کی طرح سے چہچہے تھے
وہ دونون بھی رہے نہ عیش ہمدم

رخصت لال پری در خانہ جواہر خود یعنی فرخندہ پری و برپا ساختن بزم ماتم

بعدازان فرخندہ پری وقتہ دیدہ برزن ماہ لہراویہ

ساقی پہلے کوئی جام کا دور — پیلون مین شراب تھوڑی پی اور
جب لال پری شکست پاکر — بھاگی جان حزین بچا کر
تھا ایکسنو پھر یار کا غم — اور دوسرے باپ کا تھا ماتم
افزودہ تیسے کاہش جگر تھی — ہر دم سوے آسمان نظر تھی
وان رہتی تھی ایک اوسکی خواہر — سب بہن سے کہا یہ حال جا کر
عیاری کے فن مین تھی وہ مشتاق — سحر و جادو مین بھی بہت طاق
پیٹی بہت اپنا سینہ و سر — کہنے لگی رو کے وہ گل تر
اس سانحہ سے ہوا یہ اظہار — اقبال گیا اب آیا ادبار
آ آ کے دیا ہر ایک نے پرسا — چالیس دن اونسے سوگ رکھا
ہر لحظہ تھا جوش بیقراری — ہر وقت فزون تھی آہ و زاری
کہنے لگی وہ گلے لگا کر — قربان ہو تجھپہ جان خواہر
جاتا ہی کہان وہ لاکھ بھاگے — قتل اوسکو کرونگی تیرے آگے
بد اللہ اوس سے لیتی ہون مین — تقدیر اوسے کیسی دیتی ہو نہین
تیر الم مین دل کرونگی ٹھنڈا — ارمان نکالیو سب اپنا
یہان عیش پہ تھا ہر ایک مائل — تھی شعبدہ فلک سے غافل
عمرو و غزالہ ایک جا تھے — سب لوگ غرض جدا جدا تھے
اک گوشے مین ٹھہری لگ کے دم بھر — ہمصورت سبزپوش بن کر
عشرت مین جو سبکو محو پایا — بیہوشی کو اونسے پھر اوڑایا
ہر سو کرکے نگاہ اوس نے — منھ ڈھکے کیے سیاہ اوسنے
یون آگئی وہ ماہ طلعت — دیکھی نہ کسی نے اوسکی صورت
پشتارہ اوٹھا کے بہرہ گلپوش — اوس بزم سے نکلی صورت ہوش
پشتارہ سبکو لیکے وہ جفا کار — راہی ہوئی اپنے گھر کو یکبار
پھر لال پری کے پاس آکر — کہنے لگی ادھر سے وہ ستمگر
معشوق کی دیکھتے ہی صورت — بیہوش ہوئی وہ ماہ طلعت

پھر دور بدلے عیش آسمان ہر — برہم کوئی دم مین یہ سمان ہے
حال اوسکا بیان سبھی ہو باہر — اک کوہ ستم گرا تھا اوس پر
دن رات تھا رو رہی سرکار — تھمنے نہ تھے کبھی نہ چشم خونبار
کچھ فوج کو اپنے لیکے ہمراہ — گلزار ارم کی اونسے لی راہ
فرخندہ پری تھا نام اوسکا — اوس جا تھا عمل تمام اوسکا
شہباز کا سنکے مارا جانا — اور اوسکا شکست فاش پانا
یہ بھی ہے خدا کی شان صاحب — ادنا ادنا ہوئے ہیں غالب
ماتم کی صف اونسے پھر بچھائی — ہمقوم سے حاضری منگائی
پر لال پری کا تھا عجب حال — دل ناوک غم سے تھا غربال
فرخندہ پری نے جب یہ دیکھا — سمجھی کہ ردی ہے حال اسکا
کیون کھوتی ہی جان غم نہ کھا — مین لائی ہون ماہرو کو جاکر
غم کھا نہ سے رات دنکی حاصل — تو دیکھ تو اے پری شمائل
چن چن کے اک اک کو لاؤنگی مین — سولی پہ یہین چڑھاؤنگی مین
یہ کہکے چلی وہ شعبدہ باز — گئی وہان سے برنگ صید پرواز
خطرہ نہ کسیکا کچھ نہ ڈر تھا — اس دن سے ہر ایک بیخبر تھا
وارد ہوئی اتنے مین وہ پرفن — عیاری کا منھ پہ مل کے روغن
جسجا پہ غزالہ کی تھی محفل — وان آئی وہ رشک ماہ کامل
دم بھر مین بصورت قدح نوش — وہ بزم ہوئی تمام بیہوش
عمرو کو غزالہ سے چھڑا کر — باندھا پشتارہ اوسکا لاکر
اندر باہر جہان رہے وہ — مانند نظر نہان رہے وہ
یہ بھی نہ کسی نے اوسکو جانا — یان آیا تھا کون لیگیا کیا
گلزار ارم مین آن پہونچا — لیکن اک دم مین آن پہونچی
بولی مین تمھارا چور لائی — منھ مانگی مراد اب تو پائی
دم بھر کے جو لخلخہ سے ہوش آیا — محبوب اوٹھکے اوسکو گلے لگایا

تا سب پہ مری بھلائی کھلجائے
شاعر کرین یہ بھی قصہ تصنیف
دکھلایئے سیر جان نثاری
گھل گھل کے نہ شمع سان ہمین جان
بات آج یہان نئی ہوئی ایک
بلبل بھی نہ گل کا دم بھرے ہیچ
جو کوئی سنے نہ تاب لائے
اس رقعہ کو دیکھتے ہی آنا
رقعے تو کیے اودھر روانہ
پر ہر روش چمن کے اوپر
ہر حوض گلاب سے ہو مملو
ہر درجہ ہو عطر سے معطر
الماس کی ہون وہ جھاڑ زمرد رنگ
سب نقرئی گردشیان ہون
جب جمع ہوے تمام مہمان
جنت کیطرح وہ باغ پر نور
مسّی کی جمی ہوئی وہ دھڑیان
سرمہ کی وہ انکھڑیونمین تحریر
نکلے ہوئے وہ غضب کے سینے
اطلس کے وہ سرخ پائجامے
آفت کی کمر غضب کا گولا
پرسین آسن کی تہر دلکش
اک ایک مین موتیونکا تھا کام
وہ آب رواں کی تنگ انگیا
آراستہ بزم ہو چکی جب

معشوقونکی بیوفائی کھلجائے
تم سبکو جو دی تھی مینے تکلیف
ظاہر کیجے وفا شعاری
پروانہ صفت فدا کرون جان
آدم پہ پری سے تھی ہوئی ایک
قمری کا بھی نہ سرو پر مرے ہیچ
افسانۂ قیس بھول جائے
کرنا کوئی نہ تم بہانا
یان اونسے یہ اپنے دلمین ٹھانا
کترا ہوا بادلہ ہو یکسر
ہر سمت ہو عطر فتنہ کی بو
ہر سمت ہون چنگیرون مین گل تر
مینائے فلک ہو دیکھکر دنگ
الماس کی ساری شمعدان ہون
اسوقت ہوا عجیب سامان
ہر ایک پری وہ غیرت حور
اور اوسپہ وہ رنگ سرخی پان
گویا کف ترک مین ہو شمشیر
اور تارکشی کی وہ دوپٹے
اور طول وہ اونکی پائنچون کے
سانچے مین ڈھلا ہوا سراپا
دل شیفتی کی سلوٹونپہ ہون عشر
چال اونکی تھی بہر مرغ جان دام
اوسپین وہ اوبھار چھاتیونکا
یہ شیر قبا کو بھی الٹا جب

مشہور رہے یہ بھی عاشقونمین
مطلب اس سے ہے میرا اتنا
مجمع مین ہو لطف جانفشانی
تا اہل زمانہ کو ہو عبرت
ہرگز نہ اوٹھے جفائے معشوق
پروانہ نہ شمع کا ہو دلسوز
یہ لکھ کے لکھی پھر انکو تاکید
صحبت ہے یہ یادگار صاحب
اسطرح کا باغ یہ سجا ہے
ہر نخل تمامی سے سنہرا ہو
آراستہ یون ہو قصر گلشن
ہر ایک جگہ ہو فرش مخمل
شہرونپہ تمام روشنی ہو
اوس ماہ نے الغرض اوسی طور
پریونکی وہ غش میان گلشن
زلفین تو سیاہ رنگ گورے
موباف وہ چوٹیونمین زرتار
پر نور وہ اونکے دست رنگین
تار اونکا ہر ایک تھا وہ پر نور
اطلس تھی وہ دیکھنے کے قابل
پیڑو کا اوبھار قہر و آفت
لچھونکے ازار بند بھاری
اونکو نہ ازار بند سے کہیے
چھاگل کی وہ گھونگھرو کی آواز
اے ضیغم بیشۂ شجاعت

ہو نام مرا بھی صادقونمین
دے جان بلا عرض یہ اخفا
منصف کرین اپنی قدردانی
ہو جائے جہان مین یہ شہرت
آخر کو ہوئی فدائے معشوق
افسانہ ہوا ایسا اپنا دلسوز
ہمکو ہے کمال حسرت دید
ہے آپکا انتظار صاحب
جو باغ ارم کو اسپہ رشک آئے
نگیرا بھی پر زر اک کترا ہو
ہوتا ہے دولھن پہ جیسے جوبن
ہر سمت لگین ہون میز و نخل
لیکن سر شام روشنی ہو
سجوایا وہ باغ و قصر فی الفور
وہ اونکے نکھار اور وہ جوبن
نشہ کے وہ انکھڑیونمین ڈورے
تابندہ برنگ برق ہر تار
چھلے بھی وہ پور پورمین خوش رنگین
تھی تار نگاہ دیدۂ حور
کب اطلس چرخ ہو مقابل
برپا ہو خرام سے قیامت
کس نور کی اونمین دستکاری
زیبا ہے شکار بند کہیے
عشاق کے دلپہ برق انداز
جرار و نہنگ بحر جرأت

لگا بیٹھا موت تو نے مارا — انصاف ہے خوب یہ ہمارا
ہوتی ہے یہ رائگان جوانی — یون ہی تھی ہماری موت آنی
اب بیٹھے تھین خدا کو سونپا — لو بخش دو تم بھی جرم میرا
بس چاہتی تھی کہ پی لے وہ جام — ہاتھ اوسکا غزالہ نے لیا تھام
کچھ خیر ہے تمکو اے گل تر — جان اپنی ہے ایسی تمکو دو بھر
کیون کس لیے اپنی جان دو تم — مین راضی ہون ماہرو کہو تم
اس بات سے مین نہین ہون ناخوش — مین خوش ہون اسیطرح اگر تو خوش
بدنام مجھے تو اب نہ کیجے — میرا تو نہ آپ نام لیجے
جو چاہیے کرو وہ حال اسکا — مختار ہو اسکے تم مجھے کیا
جتیا ہے اپنی جان سے یہ — کر دیگا نہال کیا مجھے یہ
کیا رشک ہے کس غضب کی ہے بل — آخر ہے کسی طرح سے بھی کل
عاشق معشوق ہو مری جان — کیا چاہتا ایسا ہی کچھ ارمان
دیکھو ہمین اور دل ہمارا — کیا کیا نہ الم سہے گوارا
اول کی تمھاری تھی یہ شیدا — عاشق نہین ہوتا اپنا پیدا
لو شوق سے اس سے تم ملو اب — کچھ اس سے یہین ہے مجھکو مطلب
کی جبکہ غزالہ نے یہ تقریر — خوش دل مین ہوئی بہت وہ دلگیر
مجھکو تو کنیز اپنی سمجھو — ممنون کیا ہے تمنے مجھکو
مین تمکو سمجھتا تھا اتنا — اب سمجھا کہ تم ہو دل سے شیدا
بڑھنے لگی ہر گھڑی محبت — پھر تو ہوئی وان کچھ اور صحبت
آپس کی وہ شوخیان وہ چہلین — ہر اک کی وہ گرمیان وہ چہلین
ہر بات مین تو سبب کاوش — ہر فقرے مین پیار سے لگاوٹ
ہر چند یہ عاشقی جتانا — ہر بار دل اوسکا آزمانا
اک سے کبھی لڑائی ہوتی — گہ سے کبھی صفائی ہوتی
تھا سبز قبا بھی شاد و خرم — پریان بھی کمال خوش تھین باہم
تو دو چار دن اور وہان ٹھہر کر — رخصت ہوئی بہت شاہ ماہ پیکر

بدلا تو مین اپنا تجھسے کیا لون — کیا تجھکو مین اسکی اب سزا دون
خیر اے گل باغ دوستداری — کچھ اسمین نہین خطا تمھاری
ہم تم پیتے ہین یہ پیالہ — ہو تمکو مبارک اب غزالہ
اور بولی کہ کچھ اس سے حاصل — کیا گھر سے ہین آپ اپنے غافل
بیہوش مین آؤ قصہ کھولو — اسدرجہ تو ناسمجھ نہ بن جاؤ
تم اس سے ہو خوش یہ تمسے ہو شاد — یان عین خوشی ہے اے پریزاد
پر مجھکو تو دیجیے نہ الزام — مین کون حضور مجھکو کیا کام
تم جانو یہ جانے اے دل آگاہ — مین بیچ مین بولون تو گنہگار
مطلب نہین یان کسیکو زنہار — راحت اسکی فقط ہے درکار
پھر ناز سے چھیڑ کو بولی — کیا میری جلن ہے تمکو زنڈی
کچھ دلین تو سوچیے مری جان — کیا کرتی ہو تم کسی پہ احسان
چندے ہی لو اوٹھاؤ رنج فرقت — کیا جان کر تمنے کی تھی الفت
پھر جیتین کے اوس نے غنچہ جام — مہرو سے کہا سن اے گل اندام
مجھکو نہین اس سے کچھ کدورت — مین دیتی ہون اب یہ اک اجازت
اک ایک پہ ہو مگر نہ غالب — ہم یہ رہین ایکجان و قالب
پر غم سے سر جھکا کر بولی — اچھا جیسی تمھاری مرضی
مہ رو بھی ہوا کمال خرم — بولا وہ رشک ماہ اوسدم
القصہ ملون سے غم ہوے دور — باہم ہوے تینون شاد و مسرور
جا بیٹھی پری دبا کے زانو — اک سو تھی غزالہ گرم پہلو
مہرو کا پری کو وہ ستانا — وہ ناز سے اوسکا جھینپ جانا
وہ لال پری کو شکوہ کرنا — دکھلانیکو ٹھنڈی سانس بھرنا
شہزادی کا بھی وہ عذر کرنا — ون رات وہ عیش مین گذرنا
ہوتی کبھی اختلاط باہم — بڑھتے کبھی ارتباط باہم
گل پیرہن اور مشکبو بھی — باہم کرتی تھی ناز و شوخی
پھر سبز قبا کے گھر مین آئے — ہمراہ پری کو بھی وہ لائے

تو جاتی ہین ہم خدا نگہبان
جلدی تجھکو بلاؤنگا مین
چلتی ہو غزالہ اسکے وطن کو
ساتھ آپکا کیا مین چھوڑونگی
گل پسر ہین اور تینون پریان
جب گھر مین گئی وہ ماہ کامل
چھاتی سے لگایا باپ نے سر
صدقے بھی ہزارون پھر اوتارکے
انعام سے سبکے بھر دیے گھر
تب لال پری سے کی ملاقات
مان باپ کو اوسکے اک ہوئی عید
تھی محلون مین اک دھوم دھام
ہر جا دف و نے کا ایک غل تھا
گھر گھر ہوئی اونکی روز صحبت
تھا وان تو یہ جشن اور سامان
بستی تھی وہ دل ہی دل مین ہر بار
چپکے چپکے کبھی ستاتی
شوخی سے وہ منھ چڑھاتی تھی گاہ
دل اوسکا تھا وقف خنجر یار
صدقے تیرے اے قمر شمائل
ہر بار انگوٹھا وہ دکھا کر
کرتا جو وہ عشق اپنا اظہار
مین گذری مجھے معاف رکھیے
لیتا تھا بلائین جبکہ وہ حور
ایجان گلے سے آلپٹ جا

پھر جلد بلانا ہمکو مہمان
ایا اسے قمر آپ آؤنگا مین
جو کچھ کہ ہو وہ ابھی سے کہدو
ہمراہ مین اپنے لیے پھرونگی
ساتھ اوسکے پھر نساء و ماہ
دیدار ہوا پدر کا حاصل
لیتی مان نے بلائین پاس آکر
ملنے آئے عزیز سارے
محتاجون کو کردیا تو نگر
مسرور ہوئی ہر ایک حضرت
وان بھی ہوئی جمع سب پریزاد
مہمانون کا تھا ہجوم اوسدم
ہر بزم مین دور جام مل تھا
بڑھنے لگی رات دن محبت
الفت مین پریزاد کی پابند
کرتی تھی زبان سے نہ اظہار
ٹھٹھے سے کبھی اونکو اڑاتی
غمزے لاکھون دکھاتی تھی گاہ
اور سینہ تھا نذر تیغ دیدار
بیتاب کمال ہو کے ہر دل
اغماض سے کہتی مسکرا کر
کس ناز سے کہتی وہ دل افگار
دل میری طرف سے صاف رکھیے
کہتی تھی وہ گل کے جل جل کے
ٹھنڈا ہوا کرین خدا کیجیے

رویا وہ گلے لگا لگا کر
مر رو کے کمال دلبری سے
وہ بولی کہ مجھکو عذر کیا ہے
پھر لال پری کو لیکے ہمراہ
طے کرکے وہ منزلین بہ سرعت
بیٹے سے ملا جو شاہ دوران
دونے دیو نشین شرحاجت
مان باپ نے اتنا زر لٹایا
پھر وکو بھی دیکھکر ہوئی شاد
گل پیرہن اپنے گھر گیا جب
ویران پڑا تھا شہر سارا
بجنے لگے شادیانہ ہر سو
[illegible]
مہر کی خوشی کا کیا کہون حال
تھا ان دل شکیب سے دمی تھا
محفل مین جو بیٹھتے تھے باہم
لیتی کبھی چٹکیاں ہزارون
وہ گل تھا کمال دل کا سادہ
بیچین جو دل کمال کرتا
منھ سے جو ہمارے منھ ملادے
کچھ مردوے ہوش کی دوا ہے
اشفاق تمہارا قدر دانی
باتین کہین اور یہ سنا ؤ
کہتا تھا اگر وہ ماہ تابان
کس ناز سے کہتی تھی وہ خوش خو

پھر کہنے لگا کہ اے گل تر
پوچھا اوسوقت یہ پری سے
گھر انکا ہمارا کچھ جدا ہے
اسوار ہوئی غرض وہ دیجاہ
داخل ہوئین شہر تن بعجلت
پھولے نہ سماتا تھا وہ نوجوان
ہمجولیان تیل باش لائین
تربسا ہی ہو گئے گھر لٹایا
اجڑا ہوا گھر ہوا پھر آباد
خوش اوسکی بھی اقربا ہوئے سب
دم سے انکے بسا وہ بارا
ہونے لگا ناچ گانا ہر سو
تھا ظاہر مین بدا تھی اونکی معروف
نہ ہو دسے باہر تھا وہ خوش حال
اور غلبہ شوق ہر گھڑی تھا
دل اوسکا بھی بستی تھی ہر دم
دیتی کبھی گھرکیان ہزارون
ان باتون پہ ہستا تھا زیادہ
بوسے کا کبھی سوال کرتا
تو عاشق مردہ کو جلادے
بیہودہ نہ گفتگو کیا کر
بس اتنی نہ کیجیے مہربانی
نادانون پہ عاشقی جتاؤ
گل پیرہن اس ادا پہ قربان
بھاتی نہین گفتگو یہ مجھکو

کچھ خبر ہے اپنا منھ تو دیکھو
نفرت کسی اور کو یہ دیجے
وہلین نگر او سپہ مرتی تھی وہ
جب موقع کا وقت ہاتھ آتا
جھلاکے جھٹک کے ہاتھ اوسکا
ہین ہین میان اپنے ہوش میں آ
بس کہدیا تم سے نچلے بیٹھو
کیا خوب ذرا الگ تو ہٹیے
مجھکو ایسی باتون سے ہے نفرت
کہدونگی غزالہ سے مین جاکر
دیکھا جو غزالہ نے بھی یہ طور
باہم ان دونون سے ہے الفت
بولا بیٹے سے وہ فلک جاہ
بیٹے کی بھی اپنے کچھ خبر ہے
ایسا نہو کوئی آفت آ جائے
وہ بولا کہ مجھکو دخل کیا ہے
القصہ صلاح جب یہ ٹھہری
جب ہو چکا عقد اوس قمر کا

کیا خوب ذرا حواس میں آئیے
کچھ اپنے حواس سے دل لیجے
رنجش سے بھی اوسکی [illegible] تھی
تنہا کہیں اوسکو پا کے پاتا
کہتی وہ جتا کے ناز و نخرا
کچھ ضبط ہوا ہے شمسہ [illegible]
چڑھ لگتی ہین آنکھ [illegible] سے مجھکو
بس مجھسے نہ اسقدر لپٹیے
میری یہ نہین دل لگی کی عادت
وہ شکایت کرے گی تمکو آکر
کی باپ سے اپنے عرض [illegible]
حد سے بھی زیادہ ہے محبت
کیا اسمین مضائقہ ہے یا شاہ
غفلت نہین اوس سے کسقدر ہے
یہ عشق نکوئی گل کھلا دے
ہین آپکا وہ بھی آپکا ہے
کس دھوم سے کی پھر اوسکی شادی
کیا شاد ہوا وہ ماہ پارا
پھر تو ہوا دور جام مل کا

اترا کے گئے گھر مین اپنے آپ
تھا ہر مین تو کرتی تھی رکھائی
بیتاب تھا وہ بھی ماہ پیکر
کچھ باتون مین اوس سے ناز کرتا
بھاتی نہین مجھکو یہ باتین
کیا فرصت وقت پاگئے آپ
کچھ شائستہ نہین آپکی نگاہین
یہ چوچلے سمجھیے کہیں اور
فرماؤ تو اب سے کیا ارادہ
جب سنکے یہ رنگ ڈھنگ دیکھا
گل پیرہن اور رشک بو کا
کہنے لگا ماہ رو بھی ہنسکر
یہ کہکے وزیر کو بلا کر
فرمایا کہ وہ شکیبو پری پر
پچھتاؤ گے دیکھو کہنا مانو
آپ اپنے غلام کے ہین جتنا
سامان کر اوسکا کچھ بیان ہے
دل کی جو امید تھی بر آئی
بلبل کو ہوا وصال گل کا

چل نکلے ہین منھ لگا کے سو آپ
ہر بات مین ناز و کج ادائی
قابو تھا کچھ اوسکا بھی نہ چلتا
گہ دست ہوس دراز کرتا
یہ بھی طرف [illegible] بے حیا کی
کیا جلد ہرے مین آگئے آپ
صورت پہ نہ اپنی آپ اترائین
دنیا مین ہین سیکڑون حسین [illegible]
گر مجھکو ستاؤ گے زیادہ
کرنے لگے پھر تو لوگ چرچا
ہو جائے جو عقد تو ہے اچھا
اس سے نہین کوئی بات بہتر
فرمایا یہ اور سنے کا ہے شور
وارفتہ ہے وہ بھی اوس پری پر
اب اسکا اسی سے عقد کر دو
کچھ اوس سے نہین مجھے سروکار
طیار اک اور داستان ہو
دولت وصل صنم کی پائی

رخصتن ماہ رو باغزالہ و لال پری در وطن خود و ملاقی شدن با مادر و پدر

ساقی کوئی جام بادہ بھر دے
مہرو کو جو گھر کا دھیان آیا
الفت مین تو نکلے خاک چھانی
در در پھرے ہم خراب کیا کیا
اتنے مین جو آئی وہان غزالہ

صحبت ہوا جیسے ست کو دے
آنکھون سے محیط خون بہایا
کی اپنی خراب زندگانی
دنیا سے ہی عذاب کیا کیا
دیکھا تو وہ گل ہے محو نالہ

پی لوں مین شراب ارغوانی
وہ لگے کہنے لگا آہ ناشاد
مادر سے چھٹی پدر سے چھوٹی
کہہ کہکے یہ اپنے دل سے ہر بار
گھبرا کے کہا کہ خیر ہے خیر

ہوتی ہے تمام اب کہانی
کیا مفت ہوئے ہم آہ برباد
احباب سے چھوٹی گھر سے چھوٹی
بس رونے لگا وہ برق رفتار
رو رو کے کیا ہے حال کیون غیر

قربان گئی ملول کیون ہو
کس بات کا ہی ملال تمکو
سب سب نے کیا کمال اصرار
بولا رو رو کے وہ دل افگار
ماں باپ مرے تھے محب شیدا
فرزند تھا مین ہی ایک اونکا
جیتے ہین کہ مرگئے وہ ناشاد
گھر مفت ہوا ہمارا برباد
مشہور وطن مرا ختن ہے
اور باپ کا نام مہرتن ہے
تب لال پری یہ ہنسکے بولی
کیا آپکو رونا تھا [illegible]
ناحق یہ تھین غم و محن سے
کچھ دور ہین آپ کیا ختن سے
موقوف کرو یہ آہ و نالہ
ساتھ آپکے ہم چلین [illegible]
اسوار ہون کل ہی مہربان آپ
دم بھر مین تو پہنچینگے وہان آپ
فرمایا کہو ارادہ کیا ہے
اب قصد سوی وطن ہوا ہی
گھر یہ بھی ہی وہ بھی گھر تمہارا
یہ ملک بھی اپنا سمجھو سارا
فرمایا سند وہ اوسکو دے کر
اب کیجیے اپنا قبضہ اسپر
تسلیم کی ماہ رو نے جھک کر
رخصت ہوا پھر وہ ماہ پیکر
دیوؤن نے ہوا پہ تخت اوڑایا
اکدم مین وہ اپنے گھر مین آیا
جب پہونچی خبر یہ مہرتن کو
سجدے سے یہ گرا وہ شاہ خوشخو
آتے ہی اوسے گلے لگایا
پھر لیکے محل کے اندر آیا
افراط خوشی سے بس وہ خورشید
تھرانے لگی بصورت بید
خالق نے مجھے یہ دن دکھایا
نوشاہ مع برات آیا
معشوقہ جو پیارا اوسکو آیا
اونکو بھی کلیجے سے لگایا
چندے سے ہی دھوم دھام و نشاط
بٹتی ہی سبکون کو خیرات
زوجہ کو یہ اپنی گفتگو کی
شادی کرین اپنی ماہرو کی
ہم بھی تو نکالین دل کی حسرت
اللہ نے کی ہی یہ عنایت
اوس غیرت جم نے پھر اوسی آن
شادی کا کیا درست سامان
آراستہ کی وہ بزم امید
نظرون سے گرایا جشن جمشید
گرہین زبانین سوسن آسا
وصف اوسکا بیان ہو نہ سکا

آکی لال پری نے بھی سماجت
جلدی کہو کیون رو دی ہو حاجت
کیا تجھسے کہون کہ رنج کیا ہی
صدمہ مرے دل پہ یہ پڑا ہی
کیا جانیے اونکا کیا ہوا حال
معلوم نہین کچھ اتنک احوال
عقبا کو گنوا دیا ہی الفت
کچھ اونکی نہو سکی اطاعت
فرقت مجھے اونکی ہی بہت شاق
دیدار کا ہون کمال مشتاق
اب کیجیے باپ مان کی خدمت
ہمکو بھی نصیب ہو زیارت
پہنچین جو یہ ہو آپکا ارادہ
تقریر نہ کیجیے زیادہ
موجود ہی تخت یان ہمارا
سامان سفر ہی ساتھ سارا
جسوقت سنا یہ شاہ نے حال
دوڑا ہوا آیا وہ خوش اقبال
بسم اللہ شوق سے سدھارو
کچھ عذر نہین ہی اسمین ہمکو
یہ کہہ کے منگا کے پھر قلمدان
سب لکھ دیا ملک و مال اوسی آن
مین ملک یہ لیکے کیا کرونگا
اب بندگی خدا کرونگا
دونون حورون کو لیکے ہمراہ
اسوار ہوا غرض وہ ذی جاہ
غل پڑگیا شاہزادہ آیا
پھر حق اوسے خیریت سے لایا
شکرانہ ادا کیا خدا کا
پھر لینے کے واسطے وہ دوڑا
مان نے جو پسر کے رخ کو دیکھا
مین اوسکی خوشی بیان کرون کیا
پھیلا دیے ہاتھ شاد ہو کر
لپٹا کے گلے سے بولی رو کر
لے لیکے بلائین اوسکی ہر بار
منھ چومتی تھی وہ سینہ افگار
پھر جمع ہوئے عزیز سارے
کو نذرے کیے صدقے بھی اوتارے
گھر بھر لیے اپنے مرد و زن نے
اکدن سلطان مہرتن نے
پہلے تو غزالہ سے کرو عقد
پھر لال پری سے اسکا ہو عقد
بولی کہ مجھے بھی ہی تمنا
ارمان مرا بھی ہووے پورا
اللہ رے شوکت و تجمل
سامان طلسم تھا وہ بالکل
کس دھوم سے بیاہنے چڑھا وہ
سامان رقم ہو کسی کیا وہ
دونون کو غرض وہ بیاہ لایا
پھل نخل مواصلت کا پایا

ماں باپ ہوے کمال ہی شاد
بسیار حسین و خوبصورت
اللہ رے حسن کی صفائی
پھر اوس مہ چرخ برتری کی
جام مے عیش کا رہا دور
تھا لال پری کا بھی یہ انداز
کرتی تھی غزالہ سے بھی الفت
تو رہتی تھی اسطرح وہ ذیشان
تھی ایک تو ثروت اسکے گھر کی
قبضہ اونپر بھی کر لیا تھا
مشغول ہمیں ہم بغل تھا دن رات
ذرات لٹاتا تھا وہ ذیشان
جسطرح سے وہ ملے ہیں یارب
دیکھا چکے طبع کی روانی
قصہ ہی نیا رقم کیا ہے
کس نور کی نظم ہے تمھاری
محظوظ ہو ایک اک سخندان
کیا کیا نادر کیے ہیں ایجاد
کیا حسن بیان ہے کیا فصاحت
اب ہاتھ اوٹھایئے مناجات
اس درد کی میرے کچھ دوا کر
غفار ہے تو رحیم ہے تو
تیری ہی صفت ہے بے نیازی
تو نے ہی دیا ہے مجھکو یہ اوج
رکھنا مجھکو سدا بہ اقبال

پھر از سر نو ہوا گھر آباد
حور تمثال مہر طلعت
لی مہر سے اوسنے رونمائی
کس دھوم سے شاہ نے چھٹی کی
القصہ غزالہ کا یہ تھا طور
مہرو پہ فدا تھی جو وہ طفل
باہم تھی بڑھی ہوئی محبت
دس روز وہاں تو عیش دلبران
خود کرتا تھا سلطنت پدر کی
اللہ نے کیا کرم کیا تھا
جز عیش نکرتا تھا کوئی بات
سب ملکے نکالتا تھا ارمان
یوں ہیں ملیں اپنے بچھڑے دلسوز سب
لو ختم کرو کہیں کہانی
ہر شعر میں کیا مزا بھرا ہے
گوہر سے سوا ہے آبداری
ہو جان پری رخوں کی قربان
یہ طبع لطیف ہے خداداد
یہ نظم ہے قابل زیارت
کر عرض خدا سے اپنی حاجات
صحت مجھے جلد اب عطا کر
ستار ہے تو کریم ہے تو
تو ہی کرتا ہے چارہ سازی
طبل و علم و حکومت و فوج
دشمن رہے میرے خوار و پامال

کہتے ہیں غزالہ سے وہی سال
ظاہر ہوے جب سے جاہ و اجلال
مہرو تھا خوشی کو تار بہ تن
نوبت رکھوائی اونکے گھر گھر
سسرال میں گاہ میکے میں گاہ
ہجر اوسکا تھا ناگوار اوسکو
دونوں کو نچھوڑتی تھی دم بھر
مہرو کا میں کیا بیان کروں حال
دو ملک لیے سسر او بھی یہ ہاتھ آئے
کرتا تھا وہ عیش ہر روز
سچ ہے کہ بڑا تھا وہ خوش اقبال
دیکھو تو ذرا تم اوسکی قدرت
اب روکو عنان خامہ اختر
اس نظم کی منصفو دو داد
کیا خوب زبان ہے اور کیا طرز
امید ہے جبکہ یہ پڑھی جاے
شاعر کہیں یہ فسانہ سنکے
ہر شعر سے عشق ہے ٹپکتا
اختر یہی وقت ہے دعا کا
یارب بپئے حرمت محمد
عاصی ہوں خطا شعار ہوں میں
عصیان و خطا سے درگذرنا
تو نے ہی کیا ہے مجھکو سلطان
کیا شکر ترا ادا ہو ہم سے
ہر دم مجھے با مراد رکھنا

پیدا ہوا اک پسر خوش اقبال
تابندہ جبین سے نجم اقبال
شاہ و ملکہ نہ خود فراموش
جلسہ ہا چلہ تک برابر
ہر دم تھا نصیب عیش دلخواہ
بے یار نتھا قرار اوسکو
گھر جاتی تھی اپنے وہ کبھی گر
تھا اوج پہ اوسکا نجم اقبال
بے سعی کئی خزانے بھی پائے
شب تھی شب عید روز نوروز
پایا تھا جو اوسنے صفت کمال
کس رنج کے بعد دی ہے راحت
ہم جانتے ہیں کہ ہو سخن ور
غالب ہے کہ سنکے ہو ہر اک شاد
مضمون بھی نئے ہیں اور نیا طرز
ہر سو سے صدائے آفریں آئے
بیشک یہ زبان ہے موج کوثر
ہر لفظ ہے اسکا رشک افزا
ہنگام ہے عرض مدعا کا
یارب از بہر آل امجد
خود کردہ سے شرمسار ہوں میں
عاصی پہ نگاہ لطف کرنا
عالم ہے مرا مطیع فرمان
امید ہے یہ ترے کرم سے
دل کو مرے شاد شاد رکھنا

تابندہ رہے یہ نجم شاہی	قبضے مین ہو مہ سے تا بماہی

خاتمہ طبع سابق

بحر زخار حمد پروردگار وہ دریائے ناپیدا کنار ہے کہ جس سے عبور سخت مشکل و نہایت دشوار ہے کیسے کیسے
غواصون نے اس قلزم مین کہ جسکے سامنے سمندر ایک قطرہ سے کمتر ہے غوطے کھائے مگر ذرۂ التماع ستایش
دگوہر تابناک ستایش ہاتھہ نہ آیا آج تک اونکا تھل بیڑانہ ملا ہم کون ہین اور کیا ہین جو اوسکا دعوی کرین کہ یہ
دُر خوشاہوار ہم لائینگے اس حیات مستعار مین کہ جسکو نقش بر آب کہتے ہین اسی فکر مین مثل حباب سرنگون رہتے ہین
لطمۂ دعوائے باطل کے خوف سے دم بخود ہین کچھہ نہین کہتے ہین ما عرفناک حق معرفتک کے خیال سے اس
شعر کو اپنے دعوے پر شاہد عادل سمجھ کر قسم بکم ہوگئے سہ درین ورطہ کشتی فروشد ہزار ﴿﴾ کہ پیدا نشد تختہ بر کنار ﴿﴾
اسیطرح جسے عمیق زاجر نعت رسول مختار حبیب پروردگار احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور شط مواج
مناقب ائمہ اطہار علیہم السلام الی یوم القیام بھی ایک رود بار طوفان خیز ہے کہ جسمین ہزارون آشنا غرق
لجۂ فنا ہوگئے اور اوس ناخدا سے جہاز امت دُرِ یتیم دجلۂ نبوت کا لولوی لالائے نعت وثنا دستیاب نہوا کشتی
مراد کا بادبان باد مخالف قضا سے ٹوٹ گیا ساحل امید پر نہ پہونچا گو کنارے لگ گئے ہاتھہ پاؤن مارتے
مارتے تھک گئے ہماری کیا بساط اور کیا منہہ جو ادعائے نعت ومنقبت کا حرف زبان پر لائین اور خذف
پارہ کلام کو در ثمین جانکر صدف دل سے نکال کر جوہریان بازار عرفان کو دکھائین کہ اس گوہر بیش بہا کی قیمت
لگائو مول تباؤ اسی واسطے خاموش ہو رہے گونگے کا سپنا سمجھہ کر اس شعر پر عمل کیا کچھہ نہ کہا سہ شب تاریک
وبیم موج گردابے چنین ہائل ﴿﴾ کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا ﴿﴾ امابعد آبرو ریزۂ در سخن منزوی زاویہ گمنامی
شولیدہ کلام اقل الانام فدا علی معروف بہ اچھے صاحب عیش برائے نام خدمت ارباب علوم واصحاب فنون مین
عرض کرتا ہے کہ در یتیم لاعالیجناب والا خطاب مشہور بین الجمہور منشی نولکشور صاحب دام دولتہ نے وہ مثنوی بے عدیل
و نظیر منتخب روزگار بے مثل و لاجواب اپنی خواہش نفس سے محض بنظر مزید افتخار ایسی عمدہ اور خوشخط نہایت
اہتمام سنجیدہ سے طبع فرمائی ہے کہ جسکا ہر شعر شعری پر طعنہ زن ہے فردوسی انوری سعدی خاقانی صائب
نظیری ظہوری ظہیر فاریابی جمال و کمال اگر اسوقت مین زندہ ہوتے اسکے مصنف علام سے تلمذ حاصل کرنے کو
فخر سمجھتے فی الحقیقت اس مثنوی عدیم العدیل کی جسقدر صفت تحریر ہو کم ہے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ زبان
کوثر سے دھوئی پائی ہے محاورات محاسنات سلطنت کی بندش چست مضامین عالی نازک خیالی ہر مصرعہ سے مو تو ہما ستقامت
ہر شعر پر سے ٹپکتا ہے حسن اشعار سے مملو عیوب عروض وغیرہ سے مبرا ہر بیت کا نیا رنگ ڈھنگ ہے

بیان ہر شاعر کا قافیہ تنگ ہی سبحان اللہ کیون نہو کلام الملک ملک الکلام ہے یعنی ہمارے اعلیٰ حضرت قدر قدرت جم حشم انجم خدم سلطان السلاطین خدیو حق پژوہ سلیمان شکوہ دارا دربان سکندر پاسبان ابو المنصور ناصر الدین ظل اللہ محمد واجد علی شاہ سلطان عالم بادشاہ اودھ افاض اللہ علے العالمین برہ و احسانہ اللّٰہم متع المسلمین بطول حیاتہ نے تصنیف فرمائی ہے جودت طبع نے دریا کی روانی دکھلائی ہے دریائے عشق نام ہے فی الواقع یادگار ادوار و ایام ہے خداوند عالم اسکے طبع کو ایسا مبارک اور مطبوع انام فرماسے کہ مرۃ بعد اولی و مرۃ بعد اخریٰ طبع کی نوبت آسکے امین رب العالمین

تاریخ طبع سابق الرقمہ

عیش دریائے عشق جب چھپی	ہاتھ آئی قلزم الفت کی تھاہ	درۃ التاج سخن کیسو نکر نہو
ہو کلام خسرو گیتی پناہ	کیا ملا ہے گوہر تاریخ طبع	خوب وزیبا مثنوی چھاپی ہے واہ

الحمد للہ والمنہ کہ کتاب لاجواب مسمی بہ دریائے عشق بماہ مارچ ۱۸۷۸ء مطبع منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئی